

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اکاون وال اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 19 اپریل 2018ء بروز جمعرات برطابق 02 شعبان المعظم 1439 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	توجہ دلاؤ نوٹس۔	2
23	رخصت کی درخواستیں۔	3
23	مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 منجانب: جناب ولیم جان برکت، جناب رحمت صالح بلوچ اور جناب نصر اللہ خان زیرے، اراکین اسمبلی۔	4
30	مشترکہ قرارداد نمبر 152 منجانب: جناب عبدالرحیم زیارتوال اور آغا سید لیاقت علی صاحب، اراکین اسمبلی۔	5
37	مشترکہ قرارداد نمبر 154 منجانب: جناب عبدالرحیم زیارتوال اور آغا سید لیاقت علی، اراکین اسمبلی۔	6
40	ایوان کی کارروائی۔	7

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی

ڈپٹی اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔ جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہوانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 19 اپریل 2018ء بروز جمعرات بمطابق 02 شعبان المعظم 1439 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 45 منٹ پریزیدنت میڈم راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَ

يَدْرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّتْ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ

مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ ط

﴿ پارہ نمبر ۱۳ سُورَةُ الرَّغْدِ آيَاتِ نَمْبَرِ ۲۲ تا ۲۴ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے چھپے اور کھلے اور کرتے ہیں بُرائی کے مقابلے میں بھلائی اُن لوگوں کے لئے ہے آخرت کا گھر۔ باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے اُن میں اور جو نیک ہوئے اُن کے باپ دادوں میں اور بیویوں میں اور اولاد میں اور وہ فرشتے آئیں اُنکے پاس ہر دروازے سے۔ کہیں گے سلامتی تم پر بدلے اسکے کہ تم نے صبر کیا سو خوب بلا آخرت کا گھر۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی سردار کھیترا ان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیترا ان: ہمارے محترم نواب باروزئی صاحب، جو ہمارے نگران وزیر اعلیٰ رہے ہیں۔ وہ اس وقت ہماری گیلری میں موجود ہیں ہم اُنکو بلوچستان اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں اپوزیشن کی طرف سے۔

میڈم اسپیکر: نواب باروزئی صاحب کو میں اور تمام اسمبلی کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وقفہ سوالات۔ جناب خلیل الرحمن ڈمڑ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 373 دریافت فرمائیں۔ خلیل ڈمڑ صاحب پھر تشریف نہیں رکھتے۔ لائیو اسٹاک کے سوالات ہیں۔ تو اس کو میں next session کیلئے defer کرتی ہوں۔ وقفہ سوالات ختم۔

میڈم اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔ ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ صاحب، آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس دریافت فرمائیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: Thank you Madam Speaker. کیا یہ درست ہے کہ کونٹہ شہر میں اتائی ڈاکٹروں کی بھرمار ہے۔ جو ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے معصوم عوام کو بے وقوف بنا کر لوٹ رہے ہیں اور انکی قیمتی جانوں سے کھیل رہے ہیں؟ اگر جُز و (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اسکی روک تھام کیلئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

میڈم اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس، ہیلتھ کے حوالے سے ہے۔ منسٹر ہیلتھ آپ اس پر کوئی وضاحت فرمائیں گے؟ میر عبدالماجد بڈو (وزیر صحت): شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ! جیسے کہ آپکو پتہ ہے کہ ہمارے پورے ملک میں ہی اتائی ڈاکٹر تو ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ تو بد قسمتی سے ہمارے صوبے میں بھی کچھ لوگ ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ تو اس حوالے سے DHO صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جسکی نگرانی میں چھاپے بھی مارے جا رہے ہیں۔ اور ابھی پچھلے دنوں ہم نے ایک اخبار میں اشتہار بھی دیا تھا کہ جو جو ڈاکٹر ہیں اگر وہ لیگل ہیں تو وہ رپورٹ کریں۔ اور اپنے جو بھی documentation ہیں وہ complete دکھائیں۔ جو illegal ہیں اُنکے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ تو اس سلسلے میں کام چل رہا ہے۔ انشاء اللہ امید ہے کہ آگے اس میں اور بہتری آئے گی۔

میڈم اسپیکر: منسٹر صاحب! یہ بہت سیریس مسئلہ ہے۔ کیونکہ انسانی جانیں اس میں involve ہیں۔ اور میرا خود ذاتی تجربہ ہے کہ ہمارے اردگرد جو بیچارے غریب، خاص طور پر غریب جو پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ جب میں اُن سے پوچھتی ہوں ”کہ آپ نے کس ڈاکٹر کو دکھایا ہے“ وہ کہتے ہیں ”کہ گلی کے کونے میں اُس نے اپنے گھر کے ایک کمرے میں کلینک کھولا ہوا ہے، میں نے اُس سے انجکشن لگائی ہے اور اُس سے reaction ہوا“ یعنی بہت سی جانیں اس وجہ سے بھی ضائع چلی گئی ہیں۔ تو یقیناً ڈاکٹر شمع صاحبہ کا بڑا important توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

آپ اس پر فوری توجہ دیں۔ محکمہ صحت کو ہمیں ہدایت کرتی ہوں آپ اس پر بڑی سختی سے عملدرآمد اور اس پر قانون سازی کروائیں۔

وزیر صحت: نہیں اس پر انشاء اللہ آنے والے وقت میں قانون سازی ہو رہی ہے جیسے ہی تیار ہو جاتی ہے تو پھر انشاء اللہ کریں گے۔

میڈم اسپیکر: آپ اپنے سیکرٹری کو ہدایت کریں کہ فوری طور پر اس پر قانون سازی کریں کہ اس طرح کے ڈاکٹرز جو کہ دیکھیں انسان کی جان تو واپس نہیں آسکتی۔  
وزیر صحت: صحیح بات ہے۔

میڈم اسپیکر: جو انسانی جانوں سے کھیلتے ہیں کم از کم ان کیلئے کوئی سزائیں تو مختص ہوں۔  
وزیر صحت: نہیں انشاء اللہ جو ہماری ابھی ہیلتھ کی پالیسی آرہی ہے اُس میں تمام چیزیں انشاء اللہ واضح ہونگی۔ تو اُس کے آنے کے بعد انشاء اللہ اس میں کافی کمی آئیگی۔

میڈم اسپیکر: آپ اسکے توجہ دلاؤ نوٹس کا تحریری جواب دیں ہمیں۔ اتنی باتیں آپ نے کیں اسکا تحریری جواب ہمیں دیا جائے کہ محکمہ صحت نے کیا کیا اقدامات کیے ہیں۔ آپ سیکرٹری صحت کو ہدایت کریں۔

وزیر صحت: ٹھیک ہے اسپیکر صاحبہ۔ thank you

میڈم اسپیکر: thank you۔ جی سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: گزارش یہ ہے کہ یہ ہیلتھ کا issue یہ اتنی ڈاکٹر اور خاص کر جو جہاں جہاں یہ پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں۔ انہوں نے جو اپنے ساتھ ساتھ میڈیکل اسٹورز کھولے ہوئے ہیں اپنے چیمبر کے ساتھ ہی۔ تو یہ بہت اہم مسئلے کی طرف ڈاکٹر شمع نے توجہ دلائی ہے۔ تو میں چاہوں گا، میری گزارش ہوگی کہ اس کیلئے آنے والے 21 یا 22 کے سیشن میں ایک گھنٹے کی ڈیویٹ رکھ لیں اس میں کافی مسائل ہیں۔ کیونکہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے اس پر تو ہم سارے بحث نہیں کر سکتے۔ اس کیلئے kindly ایک یا دو گھنٹے کی ڈیویٹ رکھ لیں۔ ہم اس پر بہت کچھ دینا چاہتے ہیں۔ کچھ suggestions ہوئیں جو پرالمنز ہیں۔ کیونکہ اس وقت تو بہت بُرا حال ہے۔ جہاں جائیں بُرا حال ہے۔ اب میں آپکو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ ابھی سی ایم صاحب آئیں گے آئی جی صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ میرا ایک غریب لڑکا ہم لوگ قبائلی حساب میں اُسکو باروالی کہتے ہیں۔ ہوٹل سے ایک چینک اٹھائی آگے جا کر دی۔ اور اُسکو ایک چینک پر بلکہ سو روپے پر اُسکو سات، آٹھ روپے مل جاتے ہیں۔ تو پولیس نے اُس کو سول ہسپتال سے اٹھا کر لے گئی۔ اور اُس پر پتہ نہیں 377 اُس پر لگا دیا اور پتہ نہیں کیا کیا۔ آج بھی سول لائن تھانے کے SHO

نے اُس پر تشدد کیا۔ پھر ہم نے SP آپریشن کو request کی اُس کو سٹی تھانہ شفٹ کرایا۔ ہوا یہ کہ complainant کوئی نہیں ہے چھوٹے سے بچے کا ڈرامہ بنا کر۔ اُسکے والدین گئے تھانے میں کہ جی ہم آپکو۔ میڈم اسپیکر: سردار صاحب! یہ باتیں ہم ڈسکس نہیں کر رہے۔ جی بالکل آپکی اچھی suggestion ہے۔ سردار عبدالرحمن کھیران: تو یہ بہت سارے مسائل ہیں سول ہسپتال جو گھڑ بنا ہوا ہے۔ kindly آپ سے میری request ہوگی کہ اس پر ٹائم رکھ لیں۔ اور یہ جو issue ہے میں ہوم منسٹر سے discuss کرتا ہوں۔ میں اسکو tack up ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی۔ thank you اسی پر شاہدہ صاحبہ آپ بات کرنا چاہتی ہیں؟ اس پر تو آپ بول نہیں سکتی۔ کیونکہ توجہ دلاؤ نوٹس، وہ بحث والے دن رکھ لیا ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میری suggestion یہ ہے کہ ہیلتھ کی پالیسی ہے اُس پر شاید کام ہو رہا ہے۔ تو اگر ہمارے منسٹر صاحب اور انکا ڈیپارٹمنٹ ہے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپکو موقع دیتی ہوں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اس ایوان کو اس سلسلے میں اپنے اُس پر onboard لے لیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ بجائے یہ کہ ہم صرف ایک debate کر لیں۔ تو ہیلتھ پالیسی جو ان کا مطلب under of observation ہے، اسکو پلیز۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامدا چکنی صاحبہ۔

ڈاکٹر حامدا خان چکنی: بڑی مہربانی میڈم اسپیکر! آپ نے موقع دیا۔ میں سردار صاحب کی بات کو آگے بڑھاؤں گا۔ جس طرح Honorable Minister Health نے کہا کہ سارے ملک میں یہ معاملہ چل رہا ہے۔ اور بالخصوص ہمارے صوبے میں۔ تو یہ ایک سوال، دو سوال اور تین سوال۔ اس کیلئے ٹائم مقرر کریں۔ اس پر اچھی سیر حاصل بحث کر لیں گے۔ اسکے بڑے محرکات ہیں۔

میڈم اسپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب! آپکی تجویز آگئی۔ میں انشاء اللہ اس پر ٹائم دوں گی۔ جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ آپکا توجہ دلاؤ نوٹس تھا اس بارے میں انہوں نے جواب دے دیا۔ تحریری جواب کیلئے بھی کہہ دیا ہے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: Thank you Madam Speaker۔ میرے بھی کچھ important points ہیں اگر آپکی اجازت ہو تو۔

میڈم اسپیکر: نہیں۔ جس دن یہ ہوگا۔ توجہ دلاؤ نوٹس کی admissibility پر تو آپ نے بتادی۔

ڈاکٹر شیخ اسحاق بلوچ: جی ہاں۔ بس اس میں میری ایک، جی ہاں اس میں یہ کہ اگر فارماسیوٹیکل کمپنی کی جو

ادویات ہیں اگر ان پر بھی ہم اُس دن بات کریں؟

میڈم اسپیکر: اُس دن آپ سب کچھ بول سکتے ہیں۔ اس کے لئے پورا دن پورا ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ مختص کر دینی تاکہ آپ تمام لوگ اس پر بات کریں۔ اور منسٹر آپ بھی تیاری کر کے آئیں اپنے ڈیپارٹمنٹ سے کہ کن کن issues پر بات ہو سکتی ہے۔ جیسے ہمارے معزز اراکین کے بڑے reservations ہیں ہماری سوسائٹی کے ہیں۔ کیونکہ ہیلتھ ہی نہیں ہوگی تو کیا ہم صحت مند سوسائٹی کو آگے بڑھائیں گے۔ یقیناً آپ کیلئے چیلنجز ہیں۔ آپ ابھی تشریف لائے ہیں۔ اور ایک، دو مہینے ہوئے آپکو۔ لیکن بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اگر ان دو، چار مہینوں میں بھی آپ اچھے اقدامات کر لیں تو یقیناً اس گورنمنٹ کو کریڈٹ حاصل ہوگا۔ تو یہ توجہ دلاؤ نوٹس جو ہے۔ جی منسٹر ہیلتھ۔

وزیر صحت: وہ کوئی suggestion دینا چاہتے ہیں، جیسے ہم اپنی ہیلتھ کی پالیسی لارہے ہیں۔ تو اُس میں اُنکا بھی input لیکر ہم اُسکو بہتر بنا سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جس دن یہ بحث ہوگی۔ اُس دن یہ تجاویز بھی دیں گے۔ ان problems کو بھی سامنے لائیں گے۔ اور اُسی دن پھر آپ اپنی باتیں بھی انکے ساتھ شیئر کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: Point of order Madam Speaker!

میڈم اسپیکر: کون بات کر رہا ہے۔ یاسمین لہڑی صاحبہ! ایک منٹ تشریف رکھیں میں ذرا اسکو conclude کر لوں۔ منسٹر ہیلتھ۔ محترمہ شیخ اسحاق بلوچ صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس جو ہے نمٹا دیا گیا۔ جی یاسمین لہڑی صاحبہ۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: Thank you Madam Speaker. ایک بہت اہم نوعیت کا ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں ابھی میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں دوں گی۔ میں نے کہا شاید آپ اسی پر کوئی بات کرنا چاہ رہی ہیں ابھی موقع نہیں دوں گی۔ میں ذرا توجہ دلاؤ نوٹس اور اپنی کارروائی مکمل کر لوں پھر سب کو موقع دوں گی Point of Public Importance پر۔ جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17-3-2018 کو بنگ ڈاکٹر زاور پیرامیڈکس کی ہڑتال سے متعلق میں نے تحریک التوا پیش کی تھی۔ جس پر حکومت کی جانب سے یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہم مسئلے کو حل کریں گے۔ اور اسمبلی کمیٹی نے سول ہسپتال میں انکے مسائل حل کرنے کا اعلان بھی کیا تھا۔ مورخہ 10-04-2018 کو ایک مرتبہ پھر اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ

مسئلہ اٹھایا تھا اور حکومت مسئلہ حل کرنے کی یقین دہانی کرائی تھی اور ساتھ ہی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے سول ہسپتال میں مذاکرات کیئے اور مسئلے کے حل کا اعلان کیا۔ لیکن مسئلہ اب تک جوں کا توں ہے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! تھوڑا سا اس آپ بریف کریں۔ تاکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

قائد حزب اختلاف: جی ہاں۔ اگر جُود (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ینگ ڈاکٹر زاویر پیرامیڈکس کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے اب تک کیا اقدامات کیئے ہیں۔ مکمل تفصیل دی جائے۔

میڈم اسپیکر: جی منسٹر ہیلتھ یہ توجہ دلاؤ نوٹس - again very important issue۔

وزیر صحت: thank you میڈم اسپیکر صاحبہ۔ پچھلے دنوں اس پر بات چیت ہوئی تھی ہماری، اُس کے بعد جیسے چیف جسٹس صاحب، سپریم کورٹ کے آئے تھے ہمارے پاس انہوں نے بھی visit کیا تھا وہاں کمپ کا۔ تو اُسکے ساتھ یہ طے ہوا تھا کہ انکے جو legal issues ہیں اُن پر ہم بیٹھ کر اُنکے مطالبات حل کر سکتے ہیں۔ تو جس کیلئے ہمارے سیکرٹری صاحب نے اُنکے ساتھ بیٹھے ہیں اور ایک سمری کی بنا کر چیف سیکرٹری صاحب کو بھیجی گئی ہے۔ تو جیسے ہی وہ وہاں سے ہو کر آتی ہے تو انشاء اللہ اُس پر ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: منسٹر صاحب! کل مجھ سے ینگ ڈاکٹر ایسوسی ایشن والے ملے تھے۔ انہوں نے مجھے تھوڑا سا بریف کیا تھا۔ پہلے بھی اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اُنکی strike کو بھی ہم نے ختم کروایا۔ سی ایم صاحب بھی تشریف لے گئے۔ مجھے صرف یہ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ اُسوقت بھی ہمارے ممبرز گئے تھے نو منایا تھا۔ پھر چیف جسٹس آف پاکستان بھی گئے۔ انہوں نے دوبارہ strike کی۔ پھر strike انہوں نے رکوائی۔ سی ایم صاحب کی بھی اُن سے بات چیت ہوئی۔ تو یہ سمری کب ہوگی؟ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ بجٹ this is the last ہوگا۔ اُسکے بعد ہم کس کے پاس جائیں گے؟

وزیر صحت: اصل میں جو اُنکے پوائنٹس تھے وہ فنانش برداشت نہیں کر پارہا تھا۔ تو اُسکے لیئے پھر ہم نے کہا تھا اسکو تھوڑا کٹ لگا کر اگر جو مناسب ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا فنانش اتنا بوجھ برداشت نہ کر پائے۔ تو دوسری چیزوں پر پھر وہ suffer ہوتی ہے۔ تو اس حوالے سے پھر ایک سمری ہم نے بنا کر جو اُنکے مطالبات ہیں اُنکی روشنی میں، تو سیکرٹری صاحب کے ساتھ گئی ہوئی ہے۔ جیسے ہی وہاں آفس سے نکل کر سی ایم صاحب کے پاس آتی ہے، تو انشاء اللہ یہ حل ہو جائیگے۔

میڈم اسپیکر: سی ایم صاحب، قائد ایوان! اس پر روشنی ڈالیں۔

میر عبدالقدوس بزنجو (قائد ایوان): شکر یہ میڈم اسپیکر! یہ اس میں issue یہ ہے کہ یہ ابھی کا نہیں ہے۔

بچھلے میرے خیال میں ڈاکٹر مالک صاحب کے دور سے شروع ہوا۔ پھر نواب ثناء اللہ کے دور سے۔ جو ہمارے کولیک ہیں زیارتوال صاحب اُنکے دور میں یہ چلتا رہا اور میٹنگیں ہوتیں رہیں۔ میرے خیال میں main مسئلہ یہ ہے کہ ہماری nondevelopment اتنی بڑھ چکی ہے کہ اُنکے demands بھی اس طرح کے ہیں حق بھی بنتا ہے۔ لیکن یہ کہ ہمارے پاس۔ کیونکہ بلوچستان کے فنالس کی پوزیشن ہم دیکھیں انہوں نے تو نہیں کیا۔ یہ liabilities ہماری گورنمنٹ میں ہمارے ٹائم آگئی۔ ہم نے کہا کہ ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں ہڑتال کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بھی ہم اپنی بساط میں رہ کر بلوچستان کے حالات میں رہ کے آپکے ساتھ ہم مذاکرات کرنے کو تیار ہیں۔ اب بجائے ہڑتال کے آپ کام کریں اور مجھے افسوس ہوتا ہے کہ یہی ہمارے یگ ڈاکٹرز ہیں جب انکو کام کیلئے بولیں۔ یقین کریں ایک بھی ڈیوٹی پر available نہیں ہوتا۔ اگر ان سے کہیں آپ کو میں کسی دوردراز علاقے میں بھیجوگا اور زیادہ تنخواہ دونگا۔ نہیں میں نے کونٹہ میں رہنا ہے کام کے حوالے سے الحمد للہ وہ اسی طرح ہے۔ ہم سیاسی issues کو ہمارے دوست لیکر آتے ہیں بالکل ہم کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن کم از کم تو ہو۔ رات کو میں ایک بجے گیا جتنے یگ ڈاکٹرز تھے ایک بھی available نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمیں سیکورٹی کا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا اس چیز کی سیکورٹی کا مسئلہ ہے؟ رات کو ایک بجے میں گھوم رہا ہوں الحمد للہ کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے۔ بہر حال ہم نے اُن سے کہا کہ آپکو اپنے کام کی ذمہ داری ہے اُسکو آپ نبھائیں۔ باقی یہ گورنمنٹ کا کام ہے جو بھی ہو سکتا ہے۔ آپ ہم سے ہیں تو ہم انشاء اللہ اُس پر کام کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر زیادہ زور نہیں دینگے۔ ایک کمیٹی بنی ہے اُس میں ہم اسکو final کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی آخری جملہ میں نے کیا کہا آپ نے سی ایم صاحب! آپ کا آخری جملہ سمجھ نہیں آیا۔ جی۔  
قائد ایوان: اسمیں دو چیزیں تھیں، درمیان میں ہم نے جو بات کی تھی، پھر چیف جسٹس بھی آیا تھا۔ انہوں نے بھی کہا ”جو اُنکے جائز مطالبات ہیں، خزانے پر بھی بوجھ نہیں پڑے، اُنکے جائز مطالبات حل کریں“ اُن پر ہم کام کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: کام کر رہے ہیں۔ تو یہ اُن کا سوال تھا کہ اسی بجٹ میں یہ reflect ہوگا۔ کیونکہ یہ کل ہمارے پاس آئے۔ جی۔

قائد ایوان: اگر ہم نے کرنا ہے تو اس بجٹ میں ہوگا، نہیں کرنا ہے تو نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہماری ویسے بھی جو non-development ہے وہ 80% سے above ہے۔ اب ہمارے پاس کیش بھی development کے لیے نہیں رہ گیا۔ اگر اس طرح کی اور نئی پوسٹوں کے لیے کریں تو میرے خیال 90% پر چلے جائیں گے

10% ہمارے پاس بیچ جائیگا جو development کے لیے ہوگا۔

میڈم اسپیکر: سی ایم صاحب! اُنکا سب سے زیادہ جس پر وہ زور دے رہے تھے وہ risk-allowance تھا جو پورے پاکستان میں مل رہا ہے۔

قائد ایوان: risk-allowance بھی میرا خیال ہے 50 کروڑ تک آرہا ہے۔

میڈم اسپیکر: تمام پاکستان میں وہ کہہ رہے تھے کہ مل رہا ہے۔

قائد ایوان: اُس پر ہم کام کریں گے لیکن پھر ہمارے بجٹ پر 50 کروڑ کا burden پڑے گا۔ لیکن ہم نے کہا وہ کر لیں گے۔ باقی جو چیزیں ہم کر سکتے ہیں وہ کرینگے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ زیارتوال صاحب! سی ایم صاحب نے وضاحت کی میرے خیال میں آپ مطمئن ہیں۔ جی۔

قائد ایوان: رحمت صاحب وزیر صحت تھے، جب خود اُنکے پاس یہ بنگ ڈاکٹر آئے تھے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب! it's a good question. جی آپکو میں موقع دیتی ہوں۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! میں بات یہ کروں گا، جو آج وہاں بیٹھے ہیں، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم سب ایک کرسی کے سواری تھے۔ بیچ میں پتہ نہیں قدوس صاحب نے وہ چلایا، خود وہاں جا کے بیٹھ گئے اور ہم یہاں ہیں۔

میڈم اسپیکر: مسئلہ اس وقت بنگ ڈاکٹر کا ہے۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: جو بھی ماضی کے قصے کہانیاں ہیں، وہ قدوس صاحب، سرفراز صاحب، جعفر صاحب، جو بھی وہاں بیٹھے ہیں سب کے گلے میں ایک طرح سے fit ہیں۔ میڈم اسپیکر! مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ یہ ہڑتال بہت پہلے ہوئی تھی۔ اُس میں بنگ ڈاکٹر زاور پیر امیڈکس دونوں شامل تھے۔ پھر اُنکے ساتھ طے یہ ہوا تھا کہ ہم اُنکے مسائل حل کر دیں گے۔ پھر کمیٹی بنی اُسکی بہت سی میٹنگیں ہوئیں اسکے بعد اُنکا جو financial impact تھا وہ بھی سامنے آگیا۔ اُسکے آنے کے بعد ڈاکٹروں کو جو relief دینا تھا بنگ ڈاکٹر زکو وہ ہم اُنکو دے چکے ہیں، مختلف اضلاع میں دو، دو لاکھ سے زیادہ تنخواہیں، کچھ میں ڈیڑھ لاکھ، کچھ میں لاکھ سے کچھ زیادہ۔ یہ سب کچھ ہو گیا تھا لیکن پیر امیڈکس کا اُس وقت، وہ کہتے تھے کہ ہم اس پر کام کریں گے۔ وہ سمی وہاں سے، اُس وقت کے سیکرٹری نورالحق صاحب تھے۔ وزیر اعلیٰ کے پاس لے آئے تھے اُس پر اعتراضات ہوئے تھے کہ یہ پیسے زیادہ ہیں، اُس طریقے آرہی تھی، واپس چلی جاتی تھی۔ آجاتی تھی، واپس چلی جاتی تھی۔ اب دوبارہ انہوں نے ہڑتال کی تھی، میں تحریک التوا اس بنیاد پر لایا تھا کہ OPD's بند ہیں۔ اگر آپکو یاد پڑ رہا ہو، kindly OPD's کو کھولنے کے لیے جو بھی آپ لوگ

کرتے ہیں اُسکے لیے کوئی طریقہ کریں۔ پھر اُسکے بعد جو کمیٹی بنی سرفراز صاحب بیٹھے ہیں میں ساتھ تھا وہ پتہ نہیں اُس دن کس سے مشورہ لے رہا تھا ٹیلیفون پر اُنکے ساتھ بار بار بات کر رہا تھا۔ اور قدوس صاحب قائد ایوان جب یہاں نہیں تھے۔ مشورے کے بعد انہوں نے اعلان بھی کیا اب جو بھی اعلان کیا ہے اچھا ہے برا ہے اُسکے اثرات کیا ہیں کیا نہیں ہیں۔ اب اُس اعلان سے ادھر ادھر نہیں جانا چاہیے۔ اب مزید ہمارے پاس وہ ہے میں تو خاموش بیٹھا تھا۔ اگر اُنکے ساتھ کسی نے کیا ہے تو میں نے کیا ہے۔ اُس دن بھی میرے ساتھ تھے اور اس سے پہلے بھی۔ کہ ہماری حالت اس طریقے سے ہے۔ اس صورتحال میں خزانے کے پیسے جس کے ہم ذمہ دار ہیں کہ اسکو ہم صحیح طریقے سے utilize کریں گے۔ جو already سروس میں ہیں اُنکو سب کچھ دے کے باقی لوگوں کے لیے کیا چھوڑیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی قائد ایوان۔

قائد ایوان: زیارتوال صاحب! کیونکہ میں on board نہیں تھا۔ ہمارے محترم ہوم منسٹر صاحب اور آپ لوگوں نے جو اعلان کیا تھا۔ بہر حال burden تھا، پھر بھی ہم نے کہا اعلان کر دیا، اُسکو تو کرنا ہے۔ لیکن یہ ہے کہ آجکو تو پتہ ہے گورنمنٹ کے process وہ ساری چیزوں کا اُنکو تو ہم نے کہہ دیا کہ وہ جو اعلان کیا ہے اُس پر کر دیں۔ سیکرٹری اور منسٹر سے کہہ دیا۔ منسٹر صاحب بھی اُس میں تھے ہوم منسٹر صاحب تھے آپ بھی تھے۔ آپ لوگوں نے جو کر دیا اُس میں ہم لوگ کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! میرے خیال میں اتنا تسلی بخش جواب کے بعد مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جی میرے خیال میں اسے conclude کرتے ہیں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف: جب کر رہے ہیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اعلان ہوا ہے پریس کانفرنس ہوئی ہے ایک معنی میں سارا میڈیا موجود تھا۔ تو آپ اُس میں دورائے نہیں کر سکتے ہیں کہ اُس دن جب گئے تھے منسٹر کی حیثیت سے۔۔۔

قائد ایوان: بات یہ ہے کہ اعلان کے بعد اُنکو ہڑتال ختم کرنی چاہئے۔ جب آپ نے اُنکی ساری باتیں مان لی تھیں۔ still وہ ہڑتال پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چیف جسٹس آیا انہوں نے کہا کہ بھئی! آپ کس لیے ہڑتال پر بیٹھے ہیں already؟ پھر انہوں نے minutes کی کاپیاں نکال لیں کہ بھئی! یہ ہمارے ساتھ گورنمنٹ نے معاہدہ کیا۔ اگورنمنٹ کا کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ آپ لوگ گئے اور آپ لوگوں نے وہ کر دیا۔ لیکن ہمارے respected منسٹر صاحبان اور ہمارے پوزیشن لیڈر ساتھ تھے۔ بہر حال ہم نے اُن کو کہہ جو بھی آپ نے فیصلہ کیا ہم نے اُسکو honour کر دیا ہے۔ انشاء اللہ اس پر کام ہو جائے گا۔ ان کو اب ہڑتال میں نہیں بیٹھنا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

قائد حزب اختلاف: میڈم! اسمیں ایسا ہے کہ میں صرف اتنی سی بات آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ یہ سمری آپ کے پاس پڑی ہے۔ سب کچھ آ گیا ہے، مزید اس پر کیا کرنا ہے، مطلب یہ مسئلہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: انہوں نے تسلی یہ دے دی زیارتوال صاحب کہ وہ ہمارے پاس آگئے ہیں۔ ہم اس پر بیٹھ کے جو بھی ہم نے بات کی ہے جتنا ممکن ہوگا ہم انہیں relief دینگے۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے۔ مہربانی۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ تو میرے خیال میں اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں جعفر صاحب نے بات کی کیونکہ conclude کر رہے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس پر بحث ہو نہیں سکتی۔ زیارتوال صاحب کا جو توجہ دلاؤ نوٹس اسی پر بات کرنی ہے، ہیلتھ پر؟ جعفر صاحب! ہم نے پورا گھنٹہ اگلے سیشن میں رکھا ہے۔ جی۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): جو بھی ہڑتال کرتا ہے ہم سب کہتے ہیں کہ دے دو، دے دو، کہاں سے دیں؟ کس لیے دیں؟ اگر اُنکی ڈیوٹی اُنکی efficiency improve ہوئی ہے تو ٹھیک ہے۔ بس جو ہڑتال کر لیں اپوزیشن کے پاس آجائیں۔ آج زیارتوال صاحب اُدھر بیٹھے ہیں، اُنکے حق میں بول رہے ہیں چیف منسٹر ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ 20% cushion رہ گیا ہے development margin کے لیے۔ جو تمام صوبوں سے زیادہ alarming ہے۔ ڈیڑھ ارب ہم لوگوں نے ہیلتھ والوں کو دیا ہے۔ کہ اسپیشلسٹ ڈاکٹرز اور لیڈیز ڈاکٹرز ڈسٹرکٹس میں بھجوائیں گے۔ آج تک ایک اسپیشلسٹ ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر ڈسٹرکٹ میں نہیں گیا ہے رحمت بلوچ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے دوست ہیں۔ یہ آئے تھے اعلان کیا کوئی نہیں آیا۔ ابھی موجودہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اعلان کیا، نہیں ہوا ہے۔ ہمارے طاقتور کورکمانڈر صاحب آئے اُس نے ڈاکٹروں کا اعلان کیا وہ نہیں آئے۔ ہاں بس پیسے مانگے تو سب کہتے ہیں دے دیں۔ اُس وقت بھی جو دے رہے تھے ہیلتھ منسٹر گواہ ہے، میں نے کہا مت دو یہ جھوٹ بول رہے ہیں کوئی ڈیوٹی کے لیے نہیں جائیگا۔ آج وہ پیسے ہم نے ڈیڑھ ارب دے دیئے کوئی ڈیوٹی پر نہیں جا رہا ہے۔ آج ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پہلے جو پرانے الاؤنسز جو دے چکے ہیں اُنکو ensure کر رہے ہیں جو وہ الاؤنسز لے رہے ہیں وہ ڈیوٹی دے رہے ہیں extra یا نہیں دے رہے ہیں یا اُن اضلاع میں جا رہے ہیں یا نہیں جا رہے ہیں۔ خواہ مخواہ ہم ہر ایک کے مطالبے کی حمایت کریں یہ کوئی گورنمنٹ نہیں ہوگی مذاق ہو گیا ہے۔ ہڑتال کرنی ہے کر لیں۔ ہڑتال کے خلاف legislation کر لو، نوکریوں سے نکل دو اُنکو۔ میں ایکسٹرنس منسٹر تھا ایک دفعہ انہوں نے ہڑتال کی اُنکے خلاف legislation کیا، اُسکے بعد دو سال ہوئے، ہڑتال نہیں ہوئی۔ جو بھی ہڑتال کر لیں آپ کو حاضری دے دیں بس

ٹھیک ہے وہ گاؤں میں گیا۔ زیارتوں کو حاضری دے دیا وہ گاؤں میں گیا، مجھے حاضری دے دیا میں اُسکے لیے خواہ مخواہ اسمبلی میں بولوں گا۔ اگر آج ensure کروادیں کہ یہ یگ ڈاکٹرز سو فیصد صحیح کام کریں گے۔ تو پھر ہم انکو کچھ دیں بھی، میں سمجھتا ہوں وہ جائز ہے۔ لیکن آج تک جتنے بھی ہم دے چکے ہیں ہم کسی سے کام نہیں لے سکے ہیں۔ تو اس وجہ سے خدا کے لیے یہ ہمارا 20% جو بچا ہے، اسکو ڈیپلمنٹ کے لیے رہنے دیں یا پھر آپ ڈیپلمنٹ ہی ختم کر دیں بس سارے ملازمین کو دیتے رہیں۔ ہم بھی منسٹری سے اٹھ کے سرکاری ملازم بن جاتے ہیں۔ الاؤنسز ملتے رہیں گے، تو اُسکے بعد نہ کوئی خواری ہے نہ کوئی ووٹ۔ اس طرح میں نہیں سمجھتا ہوں سرکار کا طریقہ ہے handle کرنے کا کسی نے مطالبہ کر دیا، جیل میں ڈال دو تنخواہ لیتے ہیں ڈیوٹی کیوں نہیں دیتے؟ ایمان ہم میں اتنا ہونا چاہیے کہ ہم face کریں۔ میں نے ایکسٹرنل ڈیپارٹمنٹ کو ایک بار face کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں جون کے مہینے میں تم لوگوں کی تاریخ ہے۔ ہرجون کے مہینے میں تم لوگ ہڑتال کرتے ہیں۔ اُنکے خلاف کورٹ گیا۔ اُنکو بے دخل کروایا، اُنکو نوکریوں سے نکلوایا، پھر اُسکے بعد آج تک ایکسٹرنل ڈیپارٹمنٹ میں کوئی ہڑتال نہیں ہوئی ہے۔ Why don't health minister face them? کیا ہماری گورنمنٹ کسی کو face نہیں کر سکتی ہے؟ جب اتنی مراعات لیتے ہیں تنخواہیں لیتے ہیں سب کچھ لیتے ہیں۔ اب اُن لوگوں کی، civil servant، کی گورنمنٹ servants, doctors کی ذمہ داری ہے کہ عوام کو ایک facility دیں، اُس جگہ پر آجاتے ہیں، سب مہم بن جاتے ہیں کوئی ڈیوٹی پر نہیں جاتا ہے۔ ابھی میں نے کہا کورکمانڈر بڑی طاقتور شخصیت ہیں، وہ آئے انہوں نے آرڈر کیا، کوئی ڈاکٹر نہیں آیا۔ ہیلتھ منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہ گواہی دیں کہ کوئی ڈاکٹر ڈوب آ گیا۔ ہاں الاؤنسز کے معاملے پر اسوقت بھی ڈیڑھ ارب تھا رحمت بلوچ صاحب بیٹھے ہوئے تھے ثناء اللہ زہری چیف منسٹر صاحب تھے۔ میں نے کہا تم دو خدا کی قسم اگر ایک آدمی بھی چلا جائے۔ بولتے ہیں نہیں، نہیں، ہم ڈیڑھ ڈیڑھ، دو، دو لاکھ ہم انکو تیکسیج دے رہے ہیں۔ انشاء اللہ آپکے rural hospital سارے آباد ہو جائیں گے۔ آج مجھے بتائیں کونسا rural hospital اُس سے آباد ہوا ہے؟ آج پھر یگ ڈاکٹرز کے نام پر ہوا ہے، کل پھر یگ ڈاکٹرز کے نام پر ہوگا۔ پھر تو یہ سب ہم نے کہا 20% گیا، ان میں بانٹ دو، ڈیپلمنٹ کا نام ہی ختم کر دو، گورنمنٹ بھی ختم کر دو۔ نہیں ہم لوگوں کو دیکھنا چاہئے کہ کسی کا حق بنتا ہے۔ کیا ہمارا صوبہ اس کا متحمل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہمارے ساتھ اتنے وسائل ہیں یا نہیں۔ اس سے واقعی اتنی improvement آئیگی۔ جتنی ہم assess کر رہے ہیں یا نہیں۔ تو اُسکے بعد اگر زیادتی ہو رہی تھی اُنکے ساتھ۔ صرف ہڑتال کی بنیاد پر اگر آپ پیسے دینا شروع کر دیں گے اسکا ایک chain reaction ہے۔ 27 سال ہماری گورنمنٹ کو ہو گئے۔ ایک ہڑتالی کو پیسہ ملتا ہے اُسکا بھائی اٹھ جاتا ہے دوسرا

ڈیپارٹمنٹ والا، وہ ہڑتال شروع کر دیتا ہے۔ پھر اُسکو پیسے ملتے ہیں، پھر تیسرا اٹھ جاتا ہے، پھر آل پاکستان کلرکس ایسوسی ایشن والے اٹھ جاتے ہیں۔ یہ پیمانہ نہیں ہونا چاہئے ہڑتال کا۔ اُن کی جو ذمہ داریاں ہیں، پہلے جو commitment اُنکے سینئر ڈاکٹرز ہمارے ساتھ کر چکے ہیں اور ڈیڑھ ارب کے الاؤنسز اُنکے لیے ہم نے رکھے ہوئے ہیں۔ پہلے وہ یہ ensure کریں کہ اپنے seniors کو بھجوادیں ڈسٹرکٹس میں ڈویژنز میں۔ آج ڈسٹرکٹس اور ڈویژنز میں hospital خالی پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک ڈاکٹر hospital میں نہیں ہے، سارے MBBS ڈاکٹرز ہیں۔ نہ آئی اسپیشلسٹ ہے نہ یہ آپکا نشہ دینے والا کیا کہتے ہیں۔ anastasia والے ہیں، نہ کوئی لیڈی ڈاکٹر ہے نہ کوئی گائنا کالوجسٹ ہے۔ آرمی کا hospital ہے، وہاں آئی اسپیشلسٹ بھی ہے، وہاں گائنا کالوجسٹ بھی ہے، وہاں سرجن بھی ہیں وہاں سب کچھ ہے۔ پہلے اُنکے لیے legislation کرنی چاہئے کہ جن کو ہم مراعات دیتے ہیں، وہ ڈیوٹی نہیں دیتے ہیں۔ تو They shall be struck for there, جب تک گورنمنٹ پالیسی نہیں بنائے گی۔ اُس وقت تک یہ مراعات والا سلسلہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو بند کر دینا چاہئے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی۔ آپ کا point آگیا جعفر صاحب۔ بڑا important point ہے اُس پر بحث نہیں ہوگی۔ آپ نے جو suggestion دی انشاء اللہ اُس دن اس پر کھل کے بات ہوگی۔ آج توجہ دلاؤ نوٹس پر۔ سردار عبدالرحمن کھیتراں: جیسے جعفر خان نے کہا اگر آپ کی اجازت ہو؟ میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: گزارش یہ ہے کہ ایک عجیب ماحول بن گیا ہے کہ جو فٹ پاتھ پر بیٹھ گیا۔ یا ہاکی چوک کو بلاک کر دیا۔ جی وہ آسمان سے اُتری مخلوق بن گئی۔ اب میں آپکو دو مثالیں اسمیں دیتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحبان ہڑتال پر ہیں۔ این ٹی ایس والے ہڑتال پر ہیں۔ اچھا! ابھی ایک issue یہ منسٹر ایجوکیشن بیٹھا ہوا ہے۔ for God sake کہ ایک گورنمنٹ ہے جیسے جعفر خان نے کہا کہ اُسکو گورنمنٹ کے طور پر یہ چلائیں کل ایک عورت کا ٹرانسفر ہوا ہے ایک پرنسپل ہے اُسکا آپ ریکارڈ نکالیں۔ پچھلے دو سالوں سے اُسکو ایک سو پچاس نوٹس ملے ہیں اُس نے پھڈے کئے ہیں اب وہ ٹرانسفر ہوا ہے۔ transfer posting part of the service۔ اب اُس نے ایک مکان پر قبضہ کیا ہے۔ ایک ڈرامہ کیا ہے۔ جو ڈیشنل مجسٹریٹ سے اٹھی سیشن تک گئی۔ ہائی کورٹ تک گئی۔ اُسکے بعد میڈم اسپیکر! رونے والی بات یہ ہے کہ کل سوشل میڈیا پر ایک فوٹو لگا ہے جس میں منسٹر صاحب بھی کھڑے ہیں، اسٹاف کھڑا ہے، وہ گاڑی کے اوپر رکھ کر دستخط کر رہے ہیں۔ اُسکو نئی گاڑی دے دی ہے میڈم اسپیکر! یہ

کون سا طریقہ ہے؟

میڈم اسپیکر: سول سوسائٹی۔

سردار عبدالرحمن کھیران: سول سوسائٹی، ہم لوگ تو پہاڑ سوسائٹی والے ہیں۔ ان سوسائٹی والوں سے کہیں کہ extra دیکھیں آپ کا مسئلہ کیا ہے۔ کہ جی PTI بھی اُدھر جمع ہے۔ سول سوسائٹی بھی جمع ہے کہ جی اس کا ٹرانسفر ہوا ہے اس کا ٹرانسفر بھی واپس ہونا چاہئے، اس کو گاڑی بھی دو، منسٹر صاحب بھی اُس کو فون کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب بھی اُسکے سامنے جھک رہے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب بھی اُسکے سامنے جھک رہے ہیں۔ This is not proper way وہ گورنمنٹ ملازم ہے اُس کو گورنمنٹ ملازم ہونا چاہئے میں فلور آف دی ہاؤس میں ذمہ داری کے ساتھ میڈم اسپیکر! آپ کے through منسٹر ایجوکیشن سے کہہ رہا ہوں کہ پچھلے دو سال کا اُس کا ریکارڈ نکالیں کہ اُس کو کتنے شوکا ز نوٹس ہوئے اُس نے کیا کیا پھڈے کئے ہوئے ہیں۔ ابھی ہمارا tenur ختم ہو رہا ہے 31 مئی کو میں سارے دوستوں سے کہوں گا کہ ہم بھی ہاکی چوک پر بیٹھ کے کہیں گے کہ دو سال کی ہمیں بھی extension دی جائے ہم الیکشن میں نہیں جا رہے ہیں۔ پھر تو ہمیں بھی ملنی چاہیے چیف جسٹس صاحب ہمیں دیدیں، چیف جسٹس آپ کو بھی دیدیں۔ تو ہمارا حق ہے ہم بیزار ہیں الیکشن سے۔ میڈم اسپیکر! گزارش یہ ہے۔ ضرورت پڑگئی ہم لوگوں پہ آج میں ایک نوٹیفکیشن دیکھ رہا ہوں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے شاید آپ دوستوں نے۔۔۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! اس موضوع پر بعد میں بات کیجئے گا۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میں ایک نوٹیفکیشن کا ذکر کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس کو conclude کر دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: الیکشن کمیشن آف پاکستان نے نوٹیفکیشن کیا ہے کہ ایم پی اے، ایم این اے،

سینیٹر گورنمنٹ آفیشنل میٹنگ میں نہیں بیٹھ سکتے پابندی لگا دی ہے۔ sitting MPA ہیں ہم لوگ ہیں یہ کوئی

logic ہے آپ لوگ دیکھ لیں۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ بات کرنا چاہ رہی ہیں ڈاکٹر اور اس پر انہوں نے پہلے بھی کافی بات کی

ہے۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: thank you میڈم اسپیکر! جس طرح ہمارے colleague نے بات کی کہ

ہڑتال اور شاید میں سمجھتی ہوں کہ ہڑتال اور strike تو عوام کا right بنتا ہے اگر وہ ہڑتال نہیں کریں گے کیونکہ ریاست

ایک ماں کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر یہ ہمارے بچے strike نہیں کریں گے تو پھر یہ کہاں جائینگے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے ادوار میں ایسا نہیں ہوتا تھا ہم یہ بالکل کہتے ہیں کیونکہ جو چیزیں پانچ سال سے بگڑی ہوئی تھیں پھر ان کو جب ہم بائیکاٹ کے بعد جب ہم نے پانچ سال کے بعد takeover کیا ظاہر ہے بہت سی چیزوں کو پھر واپس ان کو اصلی حالت میں لانا ایک بہت مشکل کام تھا لیکن ہیلتھ ظاہر ہے بہت wast-subject ہے اُس میں جو خرابیاں تھیں اُن کو کافی حد تک دور کیا گیا لیکن جہاں تک یگ ڈاکٹر ز ایسوسی ایشن کی بات ہے اُن سے جب ہماری ملاقات ہوئی چونکہ اسی ہسپتال میں مئی دس سال کام کر چکی ہوں اس وقت جو حالات ہیں اُس وقت اس طرح نہیں تھی۔ آج میڈم اسپیکر! آپریشن تھیٹر میں ان یگ ڈاکٹر ز کا کہنا ہے۔ یہ بیچارے نہیں کہتے ہیں کہ ہمیں بیس ہزار، تنخواہ مراعات نہیں دیں۔ پہلے بھی اُن کی تنخواہیں جب بند تھیں وہ سیکرٹری ہیلتھ کے پاس گئے تھے تو اُنہوں نے کہا تھا کہ پیسے کیا پیڑ پر اُگتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا بھلے ہمیں نہیں دیں ہم عوام کی خدمت کریں گے۔ اُن کا کہنا یہ ہے کہ شعبہ حادثات میں جو کہ ایک مریض باہر سے زخمی ہو کر آتا ہے۔ کوئٹہ شہر چونکہ بلوچستان کا دل ہے سول ہسپتال پورے شہر کے درمیان میں واقع ہے جب کوئی حادثہ ہوتا ہے، کوئی بم بلاسٹ ہوتا ہے تو ایک مریض فوراً شعبہ حادثات میں جاتا ہے۔ تو وہاں یہ جو need اور equipment ہے وہ بھی نہیں ہے۔ جو آپریشن تھیٹر میں باہر لائیں ہوتی ہیں میڈم اسپیکر! بارہ لائٹس کی بجائے دو لائٹس کام کر رہی ہیں۔ جب abdomen کھولا جاتا ہے۔ تو ایک سرجن بڑا پریشان ہوتا ہے کہ وہ اُس کو کس طرح اندر اپنی کارروائی کرے۔ ایک دن جب میں سول ہسپتال کے شعبہ حادثات میں گئی آپ یقین کریں ڈاکٹر کا میں نام نہیں لوں گی لیکن وہ نارچ کی روشنی میں کام کر رہے تھے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ کہ آج اگر ہمارے ڈاکٹر اس حالت میں سول ہسپتال میں کام کر رہے ہیں اُن کی ایکس رے مشین خراب ہے۔ ایکس رے چونکہ بہت مہنگا ہوتا ہے اور ایک مریض کو باہر جا کے ایکس رے کروانے کے بارہ سو سے اٹھارہ سو روپے دینے پڑتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں جو چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں اُن کو ہم درست کر لیں باقی چیزوں پر آہستہ آہستہ درستگی آتی رہے گی۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ thank you. جی شاہدہ صاحبہ! میں conclude کر رہی ہوں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اُنہوں نے ایک specific سردار صاحب آپ سے مخاطب ہوں۔ آپ کے توسط اُنہوں نے اُٹھایا پرنسپل صاحبہ۔ دیکھیں سقم جہاں آجاتے ہیں آپ کی سرکاری چیزوں میں آپ اُس کو تو mention کر رہے ہیں اس لئے اُس کی opposite ایک کھیتران خاتون ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی زندگی وقف کی مجھے یہ نہیں چاہیے اُس کو بیس دفعہ بھی ملا ہو۔ آپ کا way غلط تھا آپ نے جس طرح اُس خاتون کو سٹرک پر بیٹھا یا وہ غلط تھا دوسری بات آپ کی حکومت کیوں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں آپ لوگ اُس issue کو لے آئے ہیں جو کہ discuss نہیں ہو رہا تھا۔ محترمہ شاہدہ رؤف: اس لئے ہوتی ہے کہ 18 گریڈ کے بندے کو آپ اُس کے equal بٹھایا ہوتا ہے پھر اُس کو گاڑی بھی دینی پڑتی ہے۔

میڈم اسپیکر: شاہدہ رؤف صاحبہ آپ اُس موضوع کو نہیں لائیں جو کہ discuss میں نہیں تھا۔ پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں عبدالرحمن کھیتران نے انتہائی غلط way اختیار کیا۔

میڈم اسپیکر: no no میں آپ کو بعد میں موقع دوں گی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں اس پر احتجاج کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن ایوان سے باہر نکل گئی)

سردار عبدالرحمن کھیتران: point of personal explanation اگر وہ کھیتران ہے تو وہ بھی اُس

کی X ہے۔ یہ بھی X وہ بھی X ہے اس لئے اس کو XX ہو رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں سردار صاحب! ایسی بات نہ کریں وہ ہمارے hon'ble member ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: دیکھیں بات یہ ہے کہ میں نے کہا کہ انکو اتری کرائیں اُس کی جاگیر نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اگر وہ X کہہ کے کہتی ہے تو وہ اپنے XX لے رہی ہے۔ ٹرانسفر پوسٹنگ یہ

part of the service میری کھیتران ہے مجھے فخر ہے اُس پہ۔ میں اُس سے deny نہیں کر رہا ہوں۔ یہ

کوئی سول سوسائٹی ہے۔ اور کونسا یہ PTI کا logic بنتا ہے۔ ایک ٹرانسفر ہوتا ہے اور بنگلہ پہ غیر قانونی قبضہ کر کے

بیٹھی ہے ہائیکورٹ نے اُس پر رولنگ دی ہوئی ہے ہائیکورٹ کا فیصلہ ہے۔ اگر گورنمنٹ آف بلوچستان نے وہ

ہائیکورٹ کا فیصلہ implement کرایا ہے تو اُس میں کونسی قباحت ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب میرے خیال میں یہ issue تھا نہیں اس پہ بات نہیں ہونی چاہئے تھی۔

جی منسٹر ہیلتھ کہہ رہا ہے کہ وہ issue conclude ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں اُس پہ پھر بعد میں نہیں نہیں،

آپ یگ ڈاکٹرز کی بات کر رہے ہیں نہیں نہیں پلیز آپ یگ ڈاکٹرز، جی بولیں رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: دیکھیں بہت سارے دوستوں نے بات کی۔ میں سب کے جذبات کا قدر کرتا ہوں

دیکھیں ہیلتھ کا شعبہ بہت انتہائی اہمیت کا حامل ہے جس طرح دوست بات کر رہے ہیں خدا کرے کہ ہم لوگ practically اسی طرح ایمان دار ہو جائیں۔ ہم چیزوں کو اچھالتے ہیں۔ ہم calculated نہیں ہیں۔ دیکھیں میڈم! میں آپ کو یہ بات بتاؤں کہ اس دوران 2013ء کے بعد جن ڈاکٹروں کا جو رسک الاؤنس اسی گورنمنٹ میں سارے دوست۔۔۔

میڈم اسپیکر: یا سبین لہڑی صاحبہ اور عارفہ صاحبہ! آپ جا کے شاہدہ رؤف صاحبہ کو بلا لیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سارے دوست موجود ہیں ان سب کی رضامندی سے کیبنٹ نے منظوری دی جو کہ ایک سب سے بڑا اہم ماڈل ہم نے صوبے میں لایا تھا categorise کیا ہر ضلع کو ABCD تک رسک الاؤنس دور دراز جو tuff-areas ہیں موسیٰ خیل میں جو ڈاکٹر جا رہا ہے اُس کو ماہانہ ڈیڑھ لاکھ روپے اضافی مل رہا ہے۔ یہ کسی صوبے میں example نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ گورنمنٹ آف بلوچستان نے ایک circular جاری کیا، اُس میں مانیٹرنگ چیئر مین ڈپٹی کمشنر ہے اُس کے ساتھ DHO میڈیکل سپرنٹینڈنٹ، میں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایک دوسرا circular جاری کریں، جہاں یہ اسکیم لگ بھگ 2.00 billion روپے سے منظور ہوئی، تمام ڈپٹی کمشنرز نے جب مانیٹرنگ شروع کی تو تمام ہسپتالوں میں حالت بہتر ہو گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ پورے صوبے میں 1547 اسپیشلسٹ کی پوسٹیں خالی ہیں اُس میں سے صرف 147 اسپیشلسٹ ہمیں میسر ہیں۔ 300 نہیں ہیں۔ 300 سے زائد پوسٹیں خالی چل رہی ہیں Human resource کی کمی ہے اس صوبے کو۔ Human resource کی کمی کو جس طرح میڈیکل یونیورسٹی کا درجہ ملا اُس سے ہم پورا کر سکیں گے۔ تین میڈیکل کالجز جب start ہونگے اُس سے پورا کر سکیں گے۔ لیکن ایک اور بات کو میں mention کرتا ہوں۔ تمام ممبران سے میری گزارش ہے کہ ہم لوگ ترجیحات امن وامان، تعلیم اور ہیلتھ کو دیدیں۔ لیکن اس کو compare کریں، ابھی ڈان نیوز میں ایک پروگرام تھا میں گیا تھا ادھر، اُن لوگوں نے calculation سامنے لائے کہ پانچ سالوں میں دس ارب روپے ہیلتھ میں خرچ ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ اس میں نان ڈویلپمنٹ کتنا ہے اس میں کم از کم سات ارب روپے نان ڈویلپمنٹ ہیں۔ جو تنخواہوں کی مد میں جاتے ہیں۔ اچھا اس میں دیکھتے نہیں ہے۔ as a compare باقی صوبوں کے کہ اُن کا ہیلتھ بجٹ کتنا ہے۔ 200 billion صرف پنجاب کا ہیلتھ بجٹ ہے۔ بلوچستان کا زیادہ سے زیادہ بجٹ one billion ہے۔ جو آپ تمام ہسپتالوں کی میڈیسن equipments مشینری خریدتے ہیں۔ 2008ء کے بعد پہلی دفعہ پر چیزنگ کی۔ پر چیزنگ اتنی lengthy ہے ابھی تک وہ under process ہے پیرارولز کے تحت۔

میڈم اسپیکر: رحمت! پلیز آپ اس پر speech نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے پورا دن رکھا ہے۔ میر رحمت علی صالح بلوچ: میں اس پوائنٹ کو اس طرح conclude کروں گا رحیم صاحب نے اٹھایا ہے۔ یہ point valid ہے۔ گورنمنٹ نے جو یقین دہانی کرائی تھی اس پر عملدرآمد کرے۔ بنگ ڈاکٹر اور پیرامیڈیکس نے کبھی یہ انکار نہیں کیا ہے کہ ہم ڈیوٹی نہیں دینگے۔ جتنے سفارشی کلچر ہیں ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ سفارشی کلچر ہیلتھ میں اتنا ہے کسی ڈیپارٹمنٹ میں نہیں۔ ہیلتھ اور ایجوکیشن ریغمال ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میری سفارش، دوسرا کہتا ہے کہ میری سفارش ہم اسی بات پر اتفاق کریں۔ ہم empower کریں سیکرٹری کو منسٹر کو چھوڑیں اس پر interfere نہیں کریں تمام حالات ٹھیک ہو جائیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو valid ایک فائل ہے۔ گزشتہ چھ سات مہینوں سے جب نواب ثناء اللہ خان زہری چیف منسٹر تھے ان کے پاس پڑی ہوئی تھی۔ ہم دوستوں نے کتنی محنت سے پیرامیڈیکس نے جہاں کچھ لوگوں نے بائیکاٹ کیا ان لوگوں کو آج appreciate کرتا ہوں کہ ایک انٹرنیشنل issue پولیو بائیکاٹ کو ان لوگوں نے ان لوگوں کو reject کیا ہے ان لوگوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر تمام علاقوں میں پولیو ہم کو کامیاب بنا دیا۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم کردار تھا اس حوالے سے سی ایم صاحب سے گزارش ہے جس طرح وعدہ ہوا ہے اس وعدہ پر عملدرآمد کریں۔

میڈم اسپیکر: اُس نے بتا دیا۔ جی زیارتو ال صاحب۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! اس issue کو جس طریقے سے لیا گیا میں ذاتی طور پر ہڑتال یا سرکاری جو لوگ ہیں اگر ہم اس پر جاتے ہیں۔ جعفر خان صاحب بیٹھے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق نے جب اقتدار سنبھالا اُس کے سپورٹ میں پاکستان میں کوئی نہیں تھا۔ یہ تمام تنظیمیں سرکاری ملازمین کی اُس شخص نے introduce کروائی اور اُن کو promotion میں اُس نے جو رول ادا کیا وہ ساری دُنیا کے سامنے ہے میں ہڑتالوں سے یا فلاں کے حوالے سے وہ نہیں کرتا۔ جب ہم نے پہلا وعدہ کیا اُن کے ساتھ ڈاکٹروں کا پورا کیا پیرامیڈیکس کا پورا نہیں ہوا۔ ایک آنہ ایک ٹکا جو بھی تھا جو بھی اُن کی ڈیمانڈ تھی ہم نے اُن کے ساتھ کچھ بھی نہیں کیا پھر اس میں دو سال گزر گئے۔ دو سال گزرنے کے بعد پھر جب ہڑتال کی ہے یا وہ اسٹرائیک پر گئے ہیں۔ میں نے صرف یہ کہا تھا میں جعفر خان صاحب کی تصحیح کرواتا ہوں۔ تحریک التوالے آیا تھا کہ OPDs کو بند نہیں ہونا چاہیے۔ دوسری بات میں یہ کہہ رہا ہوں میں گورنمنٹ میں ہوں جعفر خان صاحب آج آپ بیٹھے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں سے ڈسپلن کے تحت ڈیوٹی لے۔ میں اس بات کا سو فیصد قائل بھی ہوں اور اس کو سمجھتا بھی ہوں۔ پہلے دن جب ہم نے گورنمنٹ سنبھالی میں نے لوگوں کے سامنے یہاں تقریر بھی کی ہے۔ ریکارڈ پر ہے کہ ہم دودھ کی نہر نہیں بہا سکتے لیکن اتنی سی

بات کرتے ہیں کہ جو مشینری ہے گورنمنٹ کی اس کو عوام کی خدمت کیلئے لاگو کرنا ہماری ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اب جو مشینری ہے اُس کو چاہے وہ ہیلتھ میں ہے چاہے وہ ایریگیشن میں، جس بھی ڈیپارٹمنٹ کی ہے اُس سے کام لینا یہ کسی بھی گورنمنٹ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے اور وہ جو مشین ہے یا وہ جو لوگ ہیں۔ human resource ہے، وہ far-flung areas میں ڈیوٹی دینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ میں اُس وقت بھی اُن کے ساتھ بحث کرتا تھا اور جو نیئر ڈاکٹروں سے کہتا تھا کہ آپ ڈیوٹی کیلئے نہیں جائینگے۔ سرفراز صاحب بیٹھے ہیں ان کے سامنے کہہ رہے تھے کہ آپ کی ذمہ داری ہے ہماری تنخواہ بند کریں، ہماری سروس کو وہ کریں، فلاں کریں۔ کہنے کا مقصد میرا یہ ہے کہ جو بھی لوگ سرکاری ملازم ہیں، پبلک سروس کی حیثیت سے عوام کا خادم ہونا چاہئے۔ عوام کی خدمت کی بجائے جو حکمرانی کیلئے آتے ہیں اُن کیلئے میڈم اسپیکر! میں پھر کہہ رہا ہوں آپ کے سامنے رکھتا ہوں وہ عوام میں جائیں ووٹ لے آئیں پھر یہاں بات کریں۔ اگر وہ تنخواہ بھی لیتے ہیں اور حکمرانی کا شوق بھی رکھتے ہیں یہ دو شوق بیک وقت پورے نہیں ہو سکتے جب آپ کا نام public representative ہے تو عوام کے خادم کی حیثیت سے آپ کام کریں۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور اگر آپ حکمرانی کا سوچ رہے ہیں کہ خادم نہیں حکمران ہوں یہ حکمرانی کی سوچ پاکستان کو لے ڈوبے گی جس سرکاری ملازم کے ذہن میں بھی یہ ہے وہ اس کو آخر کار اس نہج پر لے آئینگے۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی یا سمین لہڑی صاحبہ! آپ اُنہیں منانے لگی تھیں؟

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: شکریہ میڈم اسپیکر! ہم گئے تھے شاہدہ رؤف صاحبہ کے پاس، اُنکا یہ کہنا تھا کہ میرا قطعاً یہ مقصد نہیں تھا کہ میں کھیتراں tribe کو point-out کروں۔ میں نے صرف یہ کہا اُنکا نام نور جہان کھیتراں ہے، تو پورا نام میں نے لیا ہے۔ لیکن اُسکے بدلے میں جو جوانی کارروائی کرتے ہوئے سردار کھیتراں صاحب نے مجھے جو لفظ جس طرح سے مخاطب کر کے کہا ہے، وہ میرے خیال میں زیادہ pinching لفظ تھا۔ اور تعصب پھیلانے کے مترادف ہے۔ اُنکا کہنا ہے کہ جب تک سردار صاحب مجھ سے معافی نہ مانگیں میں اُسوقت تک ہاؤس کو join نہیں کروں گی۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! آپ بیٹھ کے بات نہیں کر سکتے ہیں۔ پلیز سردار صاحب! آپ اپنی نشست پر آ جائیں۔ آپ نے جذبات میں کہہ دیا میرے خیال میں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں، میڈم اسپیکر! دیکھیں! بات یہ ہے کہ یہ ایوان ہے، میں یہاں day-one سے کہتا ہوں کہ جو بلوچستان میں رہنے والے ہیں چاہے وہ پشتون ہے، بلوچ ہے، سندھی ہے، پنجابی ہے، کھیتراں

ہے، سرائیکی ہے۔ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں نے اسٹارٹ نہیں لیا، شاہدہ نے کہا ”کہ وہ اُسکی کھیتران ہے۔“ مجھے مخاطب کر کے کہا ”کہ کھیتران ہے“۔ مجھے اپنی قوم پر فخر ہے وہ میری بچیاں ہیں میری اولاد ہیں میری بہنیں ہیں۔ میرے لئے بلوچستان کی ہر عورت قابل احترام ہے اُس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ اُس نے ڈائریکٹ کہا ”کہ جی! اُسکا part لے رہا ہے، کھیتران ہے۔ میں اُسکا part ضرور لوں گا۔ میڈم اسپیکر! آپ سے میں کہتا ہوں، آپ سے گزارش ہے You are Custodine of the House آپ انکوائری کمیٹی مقرر کریں۔ جنور جہان کھیتران ہے اُسکا بھی اور یہ جو شکاف ہے اسکی پوری انکوائری کرائیں جو قصور نکلا۔ اگر وہ میری کھیتران ہے، 20 یا 21 گریڈ میں ہے اُسکا قصور نکلا میں floor of the House پر کہہ رہا ہوں کہ میں without کسی benefit کے میں اُسے resigned کروا کر بارکھان شفٹ کر دوں گا۔ بات یہ نہیں ہے اُس نے مجھے کھیتران کر کے مخاطب کیا۔ میں نے ضرور اُسے کہا کہ وہ پنجابن ہے۔ اگر اُس نے کوئی خدمات دی ہیں تو اُسکا اُسکو معاوضہ ملا ہے۔ وہ خیرات ہمیں نہیں دے رہی ہے یہاں جو بھی آ کے، کوئی بھی services دیتا ہے وہ سی ایس پی آفیسرز آتے ہیں، توکل دوسرا ایک سی ایس پی آئیگا ”کہ جی! میں نے بلوچستان کے لوگ تو ایویں ہی کام کر رہے ہیں میں نے خدمات دی ہیں“۔ جی نہیں، آپ ڈبل مراعات لیتے ہیں۔ میں نے یہ ضرور کہا، میرا گز کالج بند پڑا ہوا ہے۔ میں چیلنج پر کہتا ہوں یہ جائے میرے گز کالج کو یہ active کرے۔ اسی طریقے سے، میں کسی فرقے کو بی بی یا سمین! میں فرقے کو کسی کو میں کبھی بھی، یہ میری لغت میں نہیں رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! میرے خیال میں آپ بڑے بھی ہیں، قبائلی راہنما بھی ہیں۔ وہ خاتون ہے۔ آپ میرے خیال میں ---

سردار عبدالرحمن کھیتران: out of question خاتون کی بات نہیں ہے، apologise کرنا ناممکن ہے۔ میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، ان دونوں کو میں چیئرمین بلاؤں گی۔ اور انشاء اللہ اس پر سی ایم صاحب آپ سے بھی یہ کہوں گی کہ اسمیں ایک role ادا کریں، ان کی دوستی کرادیں۔

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر! ایک بہت ہی اہم نوعیت کا پوائنٹ ہے۔

میڈم اسپیکر: ایک منٹ میں نے ابھی تک اسکو conclude نہیں کیا ہے۔ اسکو میں کرتی ہوں۔ ابھی ایجنڈا ہی آگے نہیں بڑھا ہے۔ کیونکہ بنگ ڈاکٹرز کا توجہ دلاؤ نوٹس بڑا اہم تھا۔ اور میرے خیال میں جب سی ایم صاحب نے اسمیں تسلی بھی دی اُنکے ریمارکس تھے ”کہ میں چاہتی ہوں۔ of-course ہمیں کہ یہ سلسلہ آگے چلے۔ اور میں، جس حد تک گورنمنٹ کے بس میں ہوگا، وہ اُسکو، جو بنگ ڈاکٹرز کے مسائل کو حل کرنے میں مدد

دیگی، یہ انکاسٹیٹمنٹ ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ باقی ممبرز کی جو ریزولوشنز بھی آئی ہیں وہ اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ اور سردار صاحب نے جس طرح اور باقی ممبرز، ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب اور دوسرے ممبرز نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس پر ایک بحث ہوتا کہ ہم ہیلتھ کے حوالے سے کھل کے بات کریں۔ اور اس پر ابھی ہمارے پاس ٹائم بھی کم ہے۔ لیکن یقیناً ہیلتھ پالیسی بننے میں اتنا زیادہ ٹائم نہیں ہے جو پچھلی گورنمنٹ نے بھی کام کیا ہے، ابڑو صاحب! آپ بھی کر رہے ہیں اور میرے خیال میں اسکو بھی زیادہ delay نہیں کریں، اسکو آپ جلد از جلد لائیں تاکہ لوگوں کے مسائل ہوں، حکومت کا کام ہے کہ ہم لوگوں کے مسائل حل کریں اور آئیں یقیناً ڈاکٹر ہمارے معاشرے کا اہم حصہ ہیں۔ میں آج تک as اسپیکر بھی میں سول ہسپتال جاتی ہوں ہمارے ڈاکٹر پر مجھے فخر ہے۔ اتنے ذہین اتنے intelligent اتنے پروفیشنل ڈاکٹر ہیں اور انکا مقابلہ ہم دنیا میں کسی بھی لیول کے ڈاکٹر سے کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ یقین کریں میں پچھلے دنوں گئی تو وہاں مجھے ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ میڈم یہ ہو رہا ہے میں اپنی جیب سے ان کی جگہ پر چیزیں لگا رہا ہوں۔ تو مجھے بڑا دکھ ہوا کہ اسکی پرفارمنس اسکی رپورٹ میں کہیں جا کے ٹیلی کروں تو وہ ایگزیکٹ وہی ہوگی جو شاید آغا خان کی ہوگی۔ آغا خان کی رپورٹ کے برابر انکا لیول ہے۔ لیکن facilitation نہ ہونے کے برابر ہے۔ کوئی کہہ رہا ہے کہ ایکسپس کی فلمز نہیں ہیں لوگ کھڑے ہیں وہاں۔ میں خود دورے کرتی ہوں۔ میں مریضوں کو لے جاتی ہوں وہاں، میں وہاں دیکھتی ہوں کہ نہ فلمز ہیں نہ ایم آر آئی ہے نہ کوئی اور چیزیں ہیں۔ تو خدا کیلئے آپ لوگ اس چیز کو مد نظر رکھیں اور بنگ ڈاکٹر کی ایک بات یہ بھی تھی کہ ہم کام کرنا چاہتے ہیں لیکن۔۔۔

(اذان۔ خاموشی)

تو ہسپتال میں facilitations کی بڑی کمی ہے۔ میں خود ذاتی طور پر اسکی witness ہوں۔ منسٹر! آپ اس پر توجہ دیں۔ سیکرٹری ہیلتھ کو پورا ایک پانچ سال کا پروگرام بنا کے دیں کہ ہم نے اپنے مین ہسپتال کو کس حد تک آگے بڑھانا ہے۔ ہمارے سول اور بی ایم سی اگر صحیح ہو جائیں تو میرے خیال میں آدھا بلوچستان کا بوجھ تو یہ دو ہسپتال اٹھا رہے ہیں۔ میرے خیال میں ان تمام چیزوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے یقیناً strikes اسکا حل نہیں ہے لیکن ایک آخری چیز رہ جاتی ہے انہوں نے ہماری بات بھی مانی اور اس طرف آئے۔ لیکن میں یہ بات بھی figures سن کے حیران رہ گئی کہ بلوچستان میں پچیس سے تیس ہزار ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے پاس hardly آٹھ سے دس ہزار ڈاکٹر ہیں۔ تو ڈاکٹر تو ہمارے جو brains ہیں وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ دوسرے ممالک انہیں ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔ But what we are doing for them.۔۔ for the health department، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ! پلیز یہ میں آپ کو کہتی ہوں کہ آپ دونوں طرف جو

ہیں ہم مل بیٹھ کے مسائل کا حل تلاش کریں گے۔ اور ہمارے جتنے بھی ممبرز ہیں اسمیں انشاء اللہ جو اگلے سیشن میں بحث کیلئے رکھوں گی تو اسمیں کھل کے حصہ لیں گے۔ اور آپکو تجاویز دیں گے تاکہ اپنی چیزوں کو بہتر بنائیں۔ میں زیارتوا زیارتوال صاحب کا جو انتہائی اہم توجہ دلاؤ نوٹس تھا، وزیر اعلیٰ کی طرف سے یقین دہانی کے بعد اور تمام ممبرز اسکے ساتھ جو انکے valuable remarks تھے اور comments تھے، اُسکے ساتھ ہی میں اسکو نمٹا دیتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی): محترمہ ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ ظفر اللہ خان زہری صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر مجیب الرحمن محمد حسنی صاحب نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالملک بلوچ صاحب نے بذریعہ فون بیرونی ملک جانے کی بنا آج اور 24 کی نشستوں سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ حسن بانو رخشانی صاحبہ نے بذریعہ فون کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: جناب ولیم جان برکت صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب اور جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 پیش کریں۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔ جناب نصر اللہ خان زیرے: ہم اسمبلی قواعد و انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل

تحریک التوا کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ بروز اتوار مورخہ 15 اپریل 2018ء کو عیسائی نگری سبز ل روڈ کوئٹہ میں دہشتگردوں کی جانب سے فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے دو افراد ہلاک اور تین شدید زخمی ہوئے جو کہ ایک انسانیت سوز واقعہ ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب نہتے لوگوں کو مارنے اور ہلاک کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس افسوسناک واقعہ سے چند روز قبل بھی مسیحی برادری کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ صرف ایک مہینے کے دوران اب تک چھ بیگانہ افراد مارے جا چکے ہیں۔ اخباری تراشہ منسلک ہے۔ مسیحی برادری پر مسلسل کئے جانے والے دہشتگردانہ حملوں کا مقصد ایک منظم سازش کے تحت صوبے کے پُر امن ماحول کو خراب کرنا ہے۔ دہشتگردوں کی جانب سے ملکی سالمیت کے خلاف ایک خوف کا ماحول پیدا کیا گیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور انسانیت سوز واقعے کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 پیش ہوئی۔ کیا آپ میں سے کوئی ایک اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی ولیم جان برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: شکر یہ میڈم اسپیکر صاحبہ، گزارش یہ ہے کہ پچھلے پانچ ماہ میں مسیحی کمیونٹی کے 13 افراد شہید اور 67 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ اب ہمارے لئے جو لمحہ فکریہ ہے وہ یہ ہے کہ پہلے عبادت گاہ پر حملہ ہوا 17 دسمبر 2017ء کو۔ اب یہ جو دو دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں، یہ آبادیوں پر ہو رہی ہیں اور یہ انتہائی تشویشناک بات ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اقلیتیں خصوصاً کرسچن کمیونٹی وہ پورے شہر میں مختلف علاقوں میں رہ رہی ہے، اور کس آبادیوں میں رہ رہی ہیں۔ اور اس طریقے سے اگر اسکا کوئی لائحہ عمل امن قائم کرنے والے اداروں کیساتھ مل کر نہ بنایا گیا تو ہمیں یہ ڈر ہے کہ یہ سلسلہ آگے بڑھ جائیگا۔ اسلئے اس ایوان سے ہماری یہ گزارش ہے کہ ایک مربوط امن و امان کے نئے سلسلے کو قائم کرنے کیلئے اسکوموثر بنانے کیلئے پالیسی وضع کی جائے، اداروں کیساتھ مل کر۔ اور یہ ایوان اس کو بنانے میں اپنا موثر کردار ادا کرے جو کوئٹہ شہر کے ہر شہری کیلئے فائدہ مند ہو۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: جی آغا لیاقت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: یہ تحریک التوا میڈم اسپیکر! بڑی اہمیت کی حامل ہے غالباً چونکہ یہ مسیحی برادری سے ہے اسلئے چیف منسٹر صاحب اور ہوم منسٹر صاحب اسمیں چنداں دلچسپی نہیں رہے ہیں۔ اور وہاں باتوں میں مصروف ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی، Members! please order in the House, it is very

important Adjournment Motion. جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر! میں آپکو بتا دوں یہ اتنی important تحریک التوا ہے کہ آج تک، آج

سے پہلے جب چرچ پر حملہ ہوا تھا، تو اُس سے پہلے یہ مسیحی برادری پر بہت کم شاذ و نادر اس صوبے میں حملے ہوتے تھے۔ یاد دہشتگردی اُن پر ہوتی تھی۔ میڈم اسپیکر! پرسوں جب یہ ہوا میں اور سردار مصطفیٰ خان ترین اُنکے پشین میں جہاں انکی آبادی ہے وہاں چلے گئے تھے۔ آپ یقین کریں کہ انہوں نے پشین میں بھی اپنے دروازے بند کیے ہوئے تھے۔ پشین ایک ایسا شہر ہے جہاں ہم انکو بالکل اپنے جیسے سمجھتے ہیں۔ ہر شادی و خوشی اور غمی میں اُنکے ساتھ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے اسکی وجہ سے پشین میں انکی جو کالونی ہے اسکے گیٹ بھی انہوں نے بند کر دیے تھے اس دہشتگردی کے خوف کی وجہ سے۔ میڈم اسپیکر! دہشتگردوں کا کوئی مذہب کوئی ایمان نہیں وہ صرف لاقانونیت پھیلانا چاہتے ہیں۔ لاقانونیت آج سے اس ملک میں نہیں بیس، پچیس سال سے چل رہی ہے۔ لیکن ان لوگوں پر یہ پہلی دفعہ ہے کہ دسمبر 2017ء میں چرچ پر حملہ ہوا پھر یہ دو حملے یہاں ہوئے۔ میڈم اسپیکر! اسکے علاوہ پرسوں عبدالستار روڈ پر دکان میں بیٹھے ایک شخص کو دو موٹر سائیکل سواروں نے شہید کیا ہے۔ اُس سے پہلے بھی اسی طرح کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ وہ بھی ایک کمیونٹی کے لوگ ہیں انکو بھی پروٹیکشن ملنا چاہیے۔ حکومت دہشتگردی کے خلاف حرکت کرے۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا ہوں کہ بے بس ہیں لیکن اس پر قانون کو لازمی حرکت میں آنا چاہیے۔ ہمارے جو اتنے ایف سی کے جوان ہیں، ہم ایف سی کو بھی پیمنٹ کر رہے ہیں۔ ہماری بھی بڑی اچھی خاصی پولیس ہے۔ ہمارے دوسرے ادارے بھی ہیں انکو خاص کر مسیحی برادری پر completely نظر رکھنی چاہیے۔ اور اُنکے ساتھ جو یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں اسکو کنٹرول کرنا چاہیے۔ شکر یہ

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب پہلے انکو کیونکہ دو آپ کے بول چکے ہیں جی رحمت بلوچ صاحب۔  
میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you میڈم اسپیکر! جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے میں یہی سمجھتا ہوں  
-- (مداخلت)

میڈم اسپیکر: پہلے بحث ہوتی ہے، پھر حکومت کا مؤقف آئیگا۔ نہیں وہ تھوڑی سی اسکی admissibility پر بات کر لیں اُسکے بعد آپ کو موقع دوں گی۔ رحمت صاحب! ویسے بات ان کی صحیح ہے۔  
میر رحمت علی صالح بلوچ: نہیں محرک ہوں میں اپنا مؤقف دوں گا پھر گورنمنٹ اپنا مؤقف دے۔  
میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے میں نے اسی لئے کہا کہ آپ اسکی admissibility پر بولیں۔  
میر رحمت علی صالح بلوچ: ایک تو تمام معزز ممبران کی توجہ یہیں پر نہیں ہے میرے خیال میں۔  
میڈم اسپیکر: ابھی توجہ تو وہ خود دیں گے نا۔ میں تو بار بار بول چکی ہوں۔  
میر رحمت علی صالح بلوچ: نہیں، آپ ان کو پابند کریں آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں میں دودفعہ انہیں بول چکی ہوں ابھی میں کیسے ان کی توجہ لاؤں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میں سمجھتا ہوں کہ اسپیشلی یہ جو تحریک ہے اس حوالے سے تمام ممبران کی توجہ بہت ضروری ہے۔ یہ ہے کہ ہماری شناخت، ہماری قوم اور قومی issues ہیں، شناخت کا مسئلہ ہے۔ جہاں تک تحریک التوا کا تعلق ہے میں بھرپور انداز میں تمام بلوچستانی قوم کی جانب سے ان انسانیت دشمن واقعات کی مذمت کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اور خاص کر بلوچستان وہ خوبصورت گملا ہے جس میں ہم تمام اقوام، تمام قبائل، تمام زبانوں کے مالک لوگ شامل ہیں۔ جو اس گملے کو، ان پھولوں کو ناپیدہ تو تیں، دہشتگرد تو تیں توڑنا چاہتی ہیں ہم اسکی مذمت کرتے ہیں۔ آج اس تحریک کا مقصد یہ نہیں کہ ہم کسی پر تنقید کریں لیکن اسکا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی سچتی اپنے برادرانہ ماحول اور ہم اپنے پرامن ماحول پر کبھی بھی compromise نہیں کریں گے جہاں تک بلوچستان کے اجتماعی امن و امان کا مسئلہ ہے۔ ہم میں سے چاہے کوئی جس پارٹی میں ہیں، چاہے کوئی جس مذہب میں ہیں، ہم ایک ہیں ہم انسانیت کی بنیاد پر۔ بہت سے لوگ میڈم اسپیکر! میں واضح کرنا چاہتا ہوں بہت سے لوگ بیانات دیتے ہیں کہ جی قوم پرست، قوم پرست۔ ہماری قوم پرستی humanism انسانیت ہے۔ ہم بلارنگ نسل، مذہب، ہر انسان سے محبت کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ نے اسکو ایک وجود دیا ہے اس کی ایک حیثیت ہے۔ لیکن اس طرح کے اوجھے ہتھکنڈے جو ایک مہینے میں صرف ہماری کرپشن کمیونٹی کے چھ افراد سے زائد لوگوں کی شہادت۔ چرچ پر حملہ باقی جو ہماری ہزارہ برادری ہے اُن پر حملے۔ یہ پوری پاکستانی قوم پر حملے کے مترادف ہے یہ صرف ایک کمیونٹی پر نہیں ہے یہ پوری ہماری سالمیت پر ہے۔ ہمیں ہوش کے ناخون لینے چاہیے۔ کہ ان قوتوں کے پیچھے کون ہے؟ اس کو یہ بھی برداشت نہیں ہوگا کہ یہ متفق ہو جائیں۔ یہ دنیا کے سامنے باقی قوموں کا مقابلہ کر سکیں۔ یہاں لوگ educated ہوں یہاں لوگ ترقی کریں۔ یہاں لوگ civilized ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان قوتوں کی یہ ایک غلط فہمی ہے آج ہمارے تمام ادارے ایک نتیجے پر ہیں۔ ہماری فورسز کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ ہماری پولیس آرمی، ایف سی کے جوانوں کی شہادت یہ کبھی رائیگاں نہیں جائیگی لیکن ہم اسی لئے اس فلور پر یہ بحث کر رہے ہیں کہ حکومتی رٹ کو چاہے جس شکل میں جو بھی ہو جو چیلنج کرے وہ ناقابل معافی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you

میر رحمت علی صالح بلوچ: حکومتی رٹ کو، جہاں عوام کو تحفظ فراہم کرنے کی بات ہوگی وہاں بلا جھجک کسی کو خاطر میں لائے بغیر حکومت کارروائی کرے۔

میڈم اسپیکر: رحمت صاحب! یہ admissibility نہیں آپ تقریر کر رہے ہیں آپ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میں سمجھتا ہوں میڈم! اس واقعات سے بہت مایوسی پھیل رہی ہے۔ بس ہے ہم نے بہت ہی برداشت کی۔ ہم نے تمام جو دہشتگردی کی لہر مختلف ناموں سے ہم نے face کیے تھے۔ میں یہی گزارش کرونگا اس ہاؤس سے کہ ایک متفقہ ایسا فیصلہ لائے اور حکومت ان مسئلوں کو ایسا serious لے بلکہ ہم تمام ممبران کو ان کیمرہ بریفنگ دیدے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ یہ دہشتگرد، انکے پیچھے کونسے ہاتھ کونسی قوتیں ہیں؟ جو پراسی گروپ، یہاں کے برادری اور بھائی چارگی کے ماحول کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ انسانیت کے قتل عام کر رہے ہیں۔ تاکہ انکو ہم بے نقاب کر سکیں لوگوں میں اور لوگوں کو educate کرنے کی ضرورت ہے۔ اور لوگوں کو شعور دینے کی ضرورت ہے۔ جس دن یہاں کے عوام میں شعور آ گیا، اُس دن دہشتگردی کی ناکامی کا آخری دن ہوگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you پہلے بحث کیلئے منظور ہو جائے پھر آپ بات کر سکتے ہیں ٹھیک ہے۔ سرفراز بگٹی صاحب! حکومتی موقف آپ پیش کریں۔

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): شکر یہ میڈم اسپیکر! I am now thankful to you for giving me my seat back, thank you. adjournment motion آیا ہے ہمارے colleagues کی طرف سے۔ گورنمنٹ اسکو support کرتی ہے۔ ہمیں لاء اینڈ آرڈر پر ہمیشہ اس ہال میں بحث کرنی چاہیے۔ لیکن ایک گزارش کے ساتھ۔ کہ تمام ممبرز جو past میں ہمارا experience رہا ہے۔ جب ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر debate کی ہے تو تمام ممبرز نے سب میرے colleagues ہیں سب مجھ سے سینئر ہیں آزیبل ہیں۔ لیکن تمام ممبرز واقعی واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ادھر واقعہ ہو گیا اتنے لوگ شہید ہو گئے اتنے لوگ زخمی ہو گئے۔ وہ ہمیں اخبارات سے پتہ چلتا رہتا ہے۔ میڈم! ہم نے اب اس پر ایک objective debate کرنی ہے اس ہاؤس میں تجاویز لیکر آنی ہے کہ How to counter it? یہ معاملہ صرف چند لوگوں کی شہادت کا نہیں ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ساٹھ ہزار پاکستانی اپنی جانیں دے چکے ہیں۔ اُس میں بلا رنگ و نسل لوگ اپنی جانیں دے چکے ہیں۔ اُس میں کوئی sect کی ڈویژن کوئی مذہب کی ڈویژن نہیں ہے اُس میں کوئی قوم کی ڈویژن نہیں ہے۔ تو میں اس گزارش کے ساتھ اس تحریک التوا کو support کرتا ہوں کہ تمام ممبرز اچھی suggestions کے ساتھ آئیں کہ ہم کو counter terrorism پر کیا تجاویز دے سکتے ہیں؟ کہ ہم اپنی فورسز کو strengthen کریں۔ ہم پارلیمنٹیرینز کیا role-play کر سکتے ہیں۔ ہمارے علماء کیا role-play کر سکتے ہیں؟ بجائے اسکے کہ ہم یہاں کھڑے ہو کے یہ کہہ دیں کہ یہ واقعہ۔ بالکل جی یہ بات

ٹھیک ہے۔ یہ حضرات شہید ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہماری پولیس کی ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے۔ difference banned organizations ہیں جس میں لشکر جھنگوی، عالمی ہے۔ جس میں TDP ہے جس میں TTA ہے۔ جس میں پھر so-called separatists براہمداغ، حیر بیاران لوگوں کی تنظیمیں ہیں زامران کی تنظیم ہے۔ تو آیا یہ واقعی وہ تو ہمیں نشانہ بنا رہے ہیں۔ ہمیں اس پارلیمنٹ میں پالیسی دینی ہے کہ اسکو روکیں کیسے؟ counter terrorism پر کیا کریں؟ اپوزیشن کے دوست بھی ہمیں سپورٹ کریں۔ گورنمنٹ کی پالیسی میکنگ ہماری مدد کریں۔ ان کیمرہ بریفنگ کی بات ہے۔ ایک بریفنگ کا ہم نے اہتمام سٹاف کالج میں کیا تھا۔ جس میں ایک سمینار تھا۔ آپ خود بھی تشریف لائی تھیں۔ unfortunately ہماری اُسٹیمس present سات، آٹھ ممبروں سے زیادہ نہیں تھی۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ اگر ممبرز یہاں چاہتے ہیں بحیثیت وزیر داخلہ اس ہال میں، جس دن آپ رکھیں گی، میں پوری ڈبیٹ ان کیمرہ بریفنگ دینے کیلئے تیار ہوں بلوچستان کو، پاکستان کو کس کس تنظیم سے کیا کیا threats ہیں، وہ میں ان کیمرہ بریفنگ کیلئے next پر آپ رکھ لیں اس بحث کو ان کیمرہ کر لیں۔ میں اُسکے لئے بھی تیار ہوں تمام facts and figures کے ساتھ آؤں گا۔ اور آپکو بتاؤں گا اور پھر آپ سے تجاوزی کی امید کروں گا۔ نہ کہ میرا ساڑھے چار سال کا تجربہ ہے میڈم! آپ سب کا کہ میں کھڑا ہو جاتا ہوں کہ ڈیرہ گٹھی میں اتنے واقعات ہوئے طاہر صاحب کھڑے ہونگے باقی دوست سب فاضل ممبران کہ اتنے واقعات ہوئے۔ وہ تو آپ سب کو پتہ ہے۔ میڈیا سے پتہ چل جاتا ہے۔ ہم objective ڈبیٹ کریں کسی conclusion پر جائیں کہ counter terrorism پر پالیسی کیا بنانی ہے؟ کس طرح اس لڑائی کو لڑیں ہم؟ ہم پر ایک لڑائی مسلط کی گئی ہے۔ ٹھیک ہے، ہم اگر شروع کرتے ہیں 1980ء سے کچھ ہمارے دوست۔ کچھ 1970ء پر بھی میرے جیسے آدمی 70ء پر بھی بات کرنا چاہے گا تو اس وقت کیا ہوا تھا۔ پھر creation of Pakistan پر بات چل جائیگی بھائی! چھوڑ دیں سب کو، ماضی میں جس نے جو کیا کر دیا اچھا ہوا برا ہوا ریاست کی اس وقت پالیسی تھی۔ سب نے اُسکو follow کیا۔ آیا اب اس صوبے کو دہشتگردی سے کیسے بچائیں؟ وہ معزز ممبرز ہی اسکی پالیسی بنا سکتے ہیں۔ میں ہمیشہ میڈم اسپیکر! دو باتیں کہتا ہوں کہ اب یہ لڑائی ممبر سے لڑی جائیگی اور پارلیمنٹ سے لڑی جائیگی۔ تو پارلیمنٹ یہ بیٹھی ہے۔ پارلیمنٹ تجاویز دے جرگہ تشکیل دیتے ہیں علماء سے ملتے ہیں مختلف جرگے پورے پاکستان میں پورے بلوچستان میں کرتے ہیں۔ سول سوسائٹی کو موبلائز کرتے ہیں۔ آخر کریں کیا جنگ تو ہے threats ہیں۔ threats تو ہزارہ برادری کو ہیں۔ چلیں ہم نے اسکی ایک پالیسی بنادی۔ ان کو confine کر دیا ہے ایک جگہ پر۔ پھر انکے لئے کوئی کانوائے کا بندوبست کیا۔ سبزی لینے جاتے ہیں بھی سپاہی ساتھ جاتا ہے۔ اب ہمارے

عیسائی بھائیوں کا threat ہے۔ تو آیا اس کا کیا کریں؟ ابھی عیسائی بھائی ایک کہاں بیٹھا ہے ایک کہاں بیٹھا ہے ایک میرا ہمسایہ ہے ایک طاہر صاحب کا ہمسایہ ہے یا ایک سردار صالح صاحب کا ہمسایہ ہے۔ تو یہ پالیسی ہم نے بنانی ہے۔ گورنمنٹ بالکل تیار ہے آپ کی تجاویز کو لینے کے لئے۔ خدارا! کھڑے ہو کے یہ ناں کہہ دیجئے گا کوئی blame game نہیں ہے یہ دہشتگردی کی جنگ ہم سب نے ملکر لڑنی ہے۔ یہ اپوزیشن کی بھی جنگ ہے یہ حکومت کی بھی جنگ ہے۔ تو سب مل کے لڑنی ہے تو پھر تجاویز دینی ہیں۔ میں آپ سے اس ریکونسٹ کے ساتھ ہم گورنمنٹ اسکی حمایت کرتے ہیں کہ خدارا! اس پر کوئی objective ڈیٹ کر لیں۔ نشستاً برخواستاً والی بات نہ کریں گفتن والی بات ہوتا کہ سب لوگ اس پر objective ڈیٹ کریں ہم اس کو سپورٹ کرتے ہیں۔ جب بھی آپ رکھیں گی جتنی دیر کیلئے رکھتے ہیں۔ مجھے اگر آپ ٹائم دیں گی میں ان کیمرہ بریفنگ دینے کیلئے اس ہال کو تیار ہوں کہ میں اپنی سیکورٹی ایجنسی سے ساری بریفنگ لوں گا اور اسکے بعد ان کیمرہ تمام ممبرز کو بریفنگ دینے کیلئے تیار ہوں۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں اسکے بعد حکومتی موقف کے بعد تو کوئی بات اس پر نہیں، جی۔

قائد حزب اختلاف: صرف ایک فقرہ وہ یہ کہ terrorism کے issue پر ہم گورنمنٹ کے ساتھ ہیں۔ اُسکے لئے جو بھی اقدامات کریں گے۔ پارٹی کی حیثیت سے اپوزیشن کی حیثیت سے اس ایٹو پر ہم گورنمنٹ کا ساتھ دینگے۔ اور یہ ایسا ناسور ہے جو پھیل رہا ہے اور مزید بڑھ رہا ہے اس ناسور کو روکنے کیلئے جو بھی اقدامات کریں گے اپوزیشن کی طرف سے کوئی وہ نہیں ہوگی۔

میڈم اسپیکر: جی آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ابھی conclude ہو گیا ناں۔ ابھی تو میں ہاؤس سے پوچھوں گی منظوری کے لئے۔ آپ لوگ ابھی کیا کہنا چاہتے ہیں؟ مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں میں نے ابھی کوئی وعدہ نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ تشریف رکھیں۔ جی ڈاکٹر صاحب! میں نے یہی کہا آپ سے۔ کیونکہ ابھی دیکھیں مجھے آپ لوگ اس کو چلانے دیں۔ اس پر جب بحث ہوگی اس دن آپ بحث کریں۔۔۔ (مداخلت) نہیں ابھی بولنے کی گنجائش نہیں ہے ڈاکٹر صاحب please۔ جی آپ اپنا صاحبہ! ابھی آپ اس پر بات نہیں کر سکتی ہیں جب حکومتی موقف آ گیا۔ I have to ask for the approval of this Adjournment Motion میں اسی لئے سب کو سمجھا رہی ہوں کہ اس پر ابھی مزید کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ نہیں، اسمیں رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس پر صرف بحث ہوگی اور وہ بھی دو دن کے بعد ہوگی ابھی اس وقت نہیں ہو سکتی۔ اب رولز کی بات نہیں ہے ڈاکٹر صاحب! please تشریف رکھیں آپ ضد نہ کریں please۔ آپ دو دن کے بعد اس پر اپنی جتنی رائے دینی ہے آپ دے دیجئے گا۔ جی یقیناً میں کہتی ہوں منسٹر ہوم نے بڑے ہی کھلے دل

سے اور بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں۔ اور مجھے اُنکی یہ بات بہت اچھی لگی کہ یہ ہم سب کی جنگ ہے۔ تو میں ایوان سے پوچھتی ہوں کہ آیا مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 کو بحث کے لئے منظور کیا جائے؟ چونکہ مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 کو 75-2 کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہے۔ بلکہ پورے ایوان کی حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب please آپ بیٹھ کر بات کرتے ہیں، پھر آپ کہتے ہیں کہ روز کے مطابق ہو۔ لہذا مشترکہ تحریک التوا نمبر 2 کو مورخہ 21 اپریل 2018ء کے اجلاس میں بحث کیلئے منظور کیا جاتا ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! اسکے بعد رکھ لیں beacuse مجھے تیاری کرنے میں اگر اُس پر ان کیمرہ بھی آپ کریں۔

میڈم اسپیکر: یہ تو رول کے مطابق ہمیں تین دن کے اندر کرنی ہوگی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم! اگر صوابدیدی اختیار استعمال کر لیں۔ اس کو ایک دن delay کر دیں۔ please، جی میں بحث کی بات کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: اس پر سیکرٹری صاحب! ذرا ایک منٹ please آپ تشریف رکھیں۔ میں ذرا مشورہ کر لوں۔ چونکہ منسٹر ہوم یہ بہت important ہے، وہ بھی بات کرنا چاہتے ہیں آپ بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ رول کے مطابق تین دن کے اندر۔ لیکن ہاؤس سے میں یہ اجازت لے لیتی ہوں کہ کیا میں اسکو جو next session ہوگا اُس دن کیلئے رول نمبر 24 کے تحت اسکو exempt کر کے، کیا آپ سے میں پوچھتی ہوں۔ ہاں! 24 کو جو سیشن ہوگا یا جو بھی next session ہوگا کیونکہ ہم ری شیڈول کر رہے ہیں۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ ہم نے سی ایم صاحب سے بھی کہا ہے کیونکہ ہماری بہت سی pending legislation رہتی ہیں Bills رہتے ہیں۔ تو اسکو ہم آگے بڑھا رہے ہیں۔ اسلئے میں نے کہا کہ اگر آپ کہیں کہ next کیلئے آپ لوگوں کی اجازت ہے ایوان کی؟ تو میں اسکو مورخہ 21 کے بعد جو بھی next session ہوگا اُسکے لئے میں بحث کیلئے رکھتی ہوں۔

نصر اللہ زیرے صاحب! مجھے کارروائی چلانے دیں۔ جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب قائد حزب اختلاف اور آغا سید لیاقت علی صاحب، اراکین اسمبلی میں سے کوئی محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 152 پیش کریں۔ جی آغا لیاقت علی: شکر یہ میڈم اسپیکر! ہر گاہ کہ ایک اندازے کے مطابق بلوچستان میں ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب مال مویشی پائے جاتے ہیں۔ اسکا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ برطانوی دور حکومت 1901ء میں کی جانوالی مردم شماری کے مطابق ضلع موسیٰ خیل کے لائیو اسٹاک کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار تھی۔ جن میں نایاب قسم کے سفید اونٹ بھی شامل تھے جو کہ نہ صرف اچھے قسم کا گوشت بلکہ اعلیٰ قسم کا دودھ بھی دیتے تھے۔ اب

ان مال مویشیوں کی تعداد لاکھوں میں پہنچ چکی ہے جس کی وجہ سے ضلع موسیٰ خیل کو مال مویشیوں کے حوالے سے صوبہ بھر میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ضلع موسیٰ خیل کو حیوانات کا مرکز قرار دینے کے سلسلے میں عملی اقدامات کرے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 152 پیش ہوئی۔ محرکین میں سے کوئی اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی عبدالرحیم زیارتوال صاحب، اپوزیشن لیڈر۔

قائد حزب اختلاف: شکر یہ میڈم اسپیکر! بنیادی طور پر ہمارا صوبہ زمینداری اور livestock کے حوالے سے جو معیشت ہے صوبے کی آسمیں پھر خصوصاً مون سون کے range میں جو علاقے ہیں اور وہاں natural اُس پر، جو مال مویشی، livestock، جس تعداد میں ہیں، یہاں قرارداد میں یہ درست نہیں ہے۔ قرارداد میں 1901ء میں صرف موسیٰ خیل کی ہے، پر ننگ کی غلطی ہوگئی ہوگی۔

میڈم اسپیکر: اس میں ایک لاکھ چالیس ہزار ہے۔

قائد حزب اختلاف: تو انہوں لکھا ہے کہ 1901ء کی مردم شماری میں تعداد اتنی تھی۔ تو اب یہ تعداد ہے۔  
میڈم اسپیکر: تو کتنی تھی۔

قائد حزب اختلاف: تو یہ تعداد اُس سے بہت زیادہ ہے۔

میڈم اسپیکر: اب آپ کے مطابق کتنی تھی؟ جو آپ نے کہا پر ننگ کی غلطی ہوئی ہے۔

قائد حزب اختلاف: میرے خیال میں پر ننگ کی غلطی ہوگئی ہے۔ جو بھی ہے، بہر حال وہ صحیح تعداد بھی لا کر آپ کے سامنے رکھ کر دیں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے اسے correct کر دیں گے۔

قائد حزب اختلاف: لیکن بنیادی طور پر میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ مال مویشی کے حوالے سے آپ کے جو اضلاع main، موسیٰ خیل وہ ضلع ہے جہاں 21 انچ اوسط بارشیں ہوتی ہیں۔ اور موسیٰ خیل وہ ضلع ہے جو federal capital کے لیے تجویز تھا، اسلام آباد کے ساتھ۔

میڈم اسپیکر: Please order in the House

قائد حزب اختلاف: اور اُسکی بنیادی وجوہات federal capital کے لیے وہ یہ تھیں کہ یہاں مون سون کے range کا علاقہ ہے، بارش زیادہ ہے۔ اور بہت بڑی forestry یہاں بنانا چاہتے تھے۔ بہر حال وہ shift ہو کر اسلام آباد چلا گیا، وہاں کا فیصلہ ہوا، وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن شیرانی، موسیٰ خیل، بارکھان جو ایک دوسرے

سے پیوست ضلعے ہیں اور تینوں کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہیں۔ اور پھر اُسکے ساتھ ساتھ ژوب اور قلعہ سیف اللہ کے کچھ حصے ہرنائی، پھر کوہلو یہ تمام مون سون کے دوسرے درجے کے علاقے ہیں۔ اور ان علاقوں میں بہت بڑی تعداد میں مال مویشی اور اُسکا سب سے بڑا مرکز موسیٰ خیل ضلع ہے۔ قرارداد جو ہم لے آئے ہیں اُسکا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اتنے اہم ضلع میں آج کی ضروریات کے مطابق وہاں کوئی سہولت موجود نہیں ہے۔ وہاں ایک معیاری Livestock Hospital بھی ہے۔ وہاں as an elimination centre بھی نہیں ہے۔ اور وہاں نسلوں کو change کرنے اور جو جدید طریقے ہیں وہ بھی نہیں اپنائے گئے ہیں۔ تو یہ پورا علاقہ جس کا گوشت ہے، جس کا دودھ ہے، یہ تمام کی تمام میڈم اسپیکر! organic! گوشت ہے۔ 14 گھنٹے دھوپ والی دنیا میں کسی کو آپ بتائیں گے، کہ جو گوشت ہم آپ کو دیں رہے ہیں، یہ 14 گھنٹے دھوپ کی گوشت کی ہے۔ تو دنیا کس انداز میں اُنکو لے گی۔ اور کس انداز میں اُنکے لیے وہ کریگی۔ لیکن بنیادی طور پر یہ علاقے سہولیات سے محروم ہیں۔ قرارداد کا مقصد ہمارا یہ ہے کہ موسیٰ خیل چونکہ مرکز ہے، اس کو مرکز کے طور پر ڈویلپ ہونا چاہیے۔ وہاں بہترین ہاسپٹل ہونا چاہیے وہاں بڑی as an elimination centre ہونا چاہیے وہاں جو اونٹ پائے جاتے ہیں، اُس دن میں نے کہا اسمیں سفید نسل کے اونٹ پائے جاتے ہیں جو شاید دنیا میں ابھی نہ ہوں۔ تو ان تمام چیزوں کے فروغ کے لیے، اس ضلع کو لائیو اسٹاک کے حوالے سے خصوصی اہمیت اور حیثیت دینی چاہیے اور خصوصی اہمیت اور حیثیت سے اگر ہم اسکو ڈویلپ کریں گے۔ ملک کی بات اگر نہ بھی کروں اب بھی ہم گوشت دے رہے ہیں تو کم سے کم ایک دو صوبوں کو ڈیری فارم میں اور گوشت میں ہم کفیل کروا سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: تو یہ ایسی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اور productive ہے تو محکمے کی حیثیت سے جب آپکے پاس natural انداز میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ اور انکا گوشت سعودی عرب جو بھیڑ، بکریاں ہیں، وہاں تک جاتا ہے کیمل وہاں لے جاتے ہیں۔ تو یہ تمام چیزیں ہیں لیکن اس کو اگر ہم فروغ دیں گے، اس پر ہم مزید کام کریں گے، تو یہ صوبے کی معیشت کو مستحکم کرنے میں اہم role ادا کر سکتے ہیں۔ تو یہاں سے ہم شروع کریں گے۔ پھر ارد گرد کے جو بھی اضلاع ہیں، مون سون کے range کے اُن سب میں اسکو بڑھایا جا سکتا ہے اور اُسکی نسلوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے اور ایسی نسلیں پشم کی گوشت دودھ کی لاسکتے ہیں جو ہماری آنے والے وقت کے ہمارے بچوں کے، ہماری نسلوں کی جو ضرورتیں ہیں یہ لائیو اسٹاک کے حوالے سے، ڈیری فارم کے حوالے سے، گوشت کے حوالے سے ہم وہیں سے پورا کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: تو میری گزارش پورے ایوان سے یہ ہوگی کہ وہ اس قرارداد کو منظور کرے اور اس قرارداد کے تحت وہاں جو کام ہیں، آنے والے بجٹ میں۔ قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں وہ جعفر خان کے ساتھ گپ شپ میں لگے ہوئے ہیں۔ تو آنے والے بجٹ میں اس علاقے کو یہ اہمیت دیں کہ خصوصی طور پر، ان چیزوں پر توجہ دے کر ہم اپنی پیداوار کو خصوصاً اسکے حوالے سے بڑھا بھی سکتے ہیں، گوشت کے حوالے سے بھی اور ڈیری فارم کے حوالے سے بھی اور اپنی ضروریات ان سے پوری بھی کر سکتے ہیں۔ ہاؤس سے گزارش یہ ہوگی جو کہ ایک اہم قرارداد ہے اس کو منظور کریں۔

میڈم اسپیکر: ok thank you

قائد حزب اختلاف: اس کی منظوری دیں تاکہ وہاں یہ سہولیات میسر ہو سکیں۔

میڈم اسپیکر: جی رحمت بلوچ صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: اس میں مختصر یہ کہوں گا۔

میڈم اسپیکر: جی رحمت بلوچ صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: فوری اہمیت کی حامل اور اسکی بہت ضرورت ہے قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں لیکن میری گزارش ایوان سے یہ ہے کہ دو تین ترامیم اسمیں شامل کریں۔ جو کہ موسیٰ خیل میں no doubt کوئی شک نہیں کہ وہاں مالداری ہے۔ لیکن صوبے کے تمام اضلاع کو شامل کیا جائے۔ اور محکمہ حیوانات فوری طور پر تمام صوبے کے اضلاع میں سروے کرے۔ جہاں جہاں نایاب اونٹ ہوں یا اُسکے ساتھ ساتھ نایاب حیوانات جو پائے جاتے ہیں انکو، اُنکے مراکز بنائے جائیں۔ اور جہاں مالداری ہے، میں سمجھتا ہوں کہ موسیٰ خیل سمیت بلکہ آپ بلوچستان کے باقی علاقوں میں جائیں، رخشان بیلٹ میں آپ جائیں، ایران بارڈر تک، یہ پورے region میں مالداری ہے اور یہاں نایاب اونٹ میرے اپنے ضلع میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور لوگ اپنی مدد آپ انکو پال رہے ہیں۔ اور مالداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ اور جہاں جہاں جو موجود ہیں، وہاں انکے علاج معالجے کے مراکز بھی قائم کیے جائیں۔ ان ترامیم کے ساتھ میری گزارش ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ نے دو ترامیم پیش کی ہیں۔ ایک تو تمام ڈسٹرکٹ کو اسمیں شامل کیا جائے اور دوسرا اس کے ساتھ۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: محکمہ حیوانات تمام اضلاع کا سروے کرے۔ اور مالداروں کی حوصلہ افزائی

کے لیے اُنکے علاج معالجے کے مراکز بھی قائم کیے جائیں۔

میڈم اسپیکر: لازمی ہے، ٹھیک ہے ok۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میں یہ ترمیم written میں جمع کروں گا سیکرٹری صاحب کو۔

میڈم اسپیکر: اب میں ہاؤس سے۔ جی منسٹر لائیو اسٹاک حکومت کی طرف سے اس پر۔

آغا سید محمد رضا (وزیر محکمہ قانون و پارلیمانی امور، پروسیکوشن، جنگلات و جنگلی حیات، لائیو اسٹاک، اور ڈیری ڈویلپمنٹ):

thank you Madam. میں زیا تو ال صاحب کی طرف سے لائے گئے اور آغا لیاقت صاحب of course، اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ جیسا کہ رحمت بلوچ صاحب نے کہا کہ ان ترمیم کے ساتھ۔ دیکھیں! شاید بہت کم لوگوں کو یہ بات پتہ ہو کہ بلوچستان %48.1 پاکستان کی جو total livestock ہے، وہ ہم produce کرتے ہیں۔ نہ صرف افغانستان، ایران، پنجاب، سندھ ہمارے مال مویشی smuggle ہو کر جاتے ہیں۔ بلکہ باہر سے بھی جو عرب dignitaries آتے ہیں ہماری species کر کے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں نہ کوئی اُن سے پوچھنے والا ہے بلکہ بڑی بڑی سفارشیں لے کر وہ آتے ہیں۔ موسیٰ خیل کے حوالے سے جیسا کہ انہوں نے کہا کہ نایاب جانور ہیں اور اسکو مرکز قرار دینا چاہیے۔ میں بالکل رحمت بلوچ صاحب کی اس بات سے اتفاق کروں گا کہ ہر وہ جگہ، ہر وہ ڈسٹرکٹ جہاں بھی نایاب جانور ہیں، ہمیں وہاں مرکز بنانا چاہیے۔ میرے شروع دن سے بھر پور یہ کوشش رہی ہے کہ ایک ایک اسٹیشن جا کر دورہ کیا ہے میں نے۔ unfortunately میں صرف موسیٰ خیل اور ژوب نہیں جا سکا۔ باقی جگہوں پر حتی الامکان یہ کوشش کی کہ خود جا کر ایک report compile کر کے میں آئرہیل چیف منسٹر کو اور اس august House کے سامنے لا کر سب کو دوں۔ تو انشاء اللہ وہ completion کے مراحل میں ہے۔ جو نہیں میری report complete ہو جائے گی لائیو اسٹاک اور جنگلات کے حوالے سے بھی لا کر آپ سب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ توسی ایم صاحب چلے گئے۔ veterinary hospitals کے حوالے سے ہر ہر ڈسٹرکٹس میں جہاں کہیں ہمارے پاس مال مویشی ہے وہاں ہونا چاہیے۔ جدید ترین research centres ہونے چاہئیں۔ جب میں، اوتھل موسیٰ خیل شیرانی، ژوب، لورالائی، اور کوئٹہ شہر میں ان ساری جگہوں پر ہماری یہ کوشش ہے اور میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم یہ۔۔۔۔۔

جناب آغا سید لیاقت علی: قلعہ عبداللہ بھی ہے۔ of course۔

وزیر محکمہ قانون و پارلیمانی امور، پروسیکوشن، جنگلات و جنگلی حیات، لائیو اسٹاک، اور ڈیری ڈویلپمنٹ:

قلعہ عبداللہ بھی ہے of course۔ جتنے بھی ہمارے بڑے بڑے اضلاع ہیں اُن سب میں ہم یہ مراکز قائم

کریں گے انشاء اللہ۔ اور ہماری کوشش ہوگی کہ پچھلے دس سالوں میں اگر پانچ لاکھ تعداد بڑھی ہے جانوروں کی۔ تو ہماری despite the fact کہ اتنا زیادہ اسمگل ہو کر دوسری جگہوں میں جاتا ہے۔ پھر بھی پانچ لاکھ تقریباً اضافہ ہوا ہے جانوروں میں، پچھلے دس سالوں میں۔ تو ہماری یہ کوشش ہوگی کہ انشاء اللہ آئندہ کے لیے ایک ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ یہ تعداد پانچ لاکھ سے 10 لاکھ تک بڑھے۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: thank you جی۔ جی زیارتوال صاحب۔

قائد حزب اختلاف: میں نے پہلے آپ سے کہا کہ اسکے متن میں تھوڑی سی مسنگ ہے، میں صرف موسیٰ خیل کی آپ کو بتاتا ہوں 2017ء کی census کے مطابق۔

میڈم اسپیکر: نہیں 1901ء کو شامل نہیں کریں گے؟

قائد حزب اختلاف: نہیں، نہیں ایک منٹ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: کیونکہ ہمیں اسکے ساتھ ہی پاس کرنی پڑے گی اس کو صحیح کرنا ہے۔

قائد حزب اختلاف: نہیں، میں آپ کو صرف وہ تعداد بتاتا ہوں اگر آپ کہتے ہیں تو پھر میں lump-sum آپ کو بتا دیتا ہوں ٹوٹل کی اور اسکے حوالے سے بھی۔ یہ ہیں 22 لاکھ 54 ہزار ایک سو 93۔ اُس میں cattle شامل ہے اُس میں buffalows ہیں اُس میں sheep ہیں اُس میں camels ہیں hroses ہیں اور دیگر حیوانات ہیں ان سب کو شامل کر کے یہ بن جاتے ہیں تعداد صرف موسیٰ خیل ضلع میں 22 لاکھ 54 ہزار ایک سو 93۔ یہ آپ کے صوبہ کی معیشت کے لئے۔

میڈم اسپیکر: 2017ء۔

قائد حزب اختلاف: 2017ء کی یہ census ہیں۔ اور اس census میں یہ 22 لاکھ 54 ہزار ایک سو 93 ہے۔ جو وہاں لکھا ہوا ہے وہاں وہ ٹھیک نہیں لکھا ہے۔ تو اس حوالے سے اسکو ٹھیک کر کے۔

میڈم اسپیکر: تو میں ابھی ایوان سے اس amendment کے ساتھ زیارتوال صاحب! رحمت بلوچ صاحب نے amendment پیش کی ہے۔ جی ایک منٹ، زیارتوال صاحب نے amendments پیش کی ہیں۔

وزیر محکمہ قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات، لائیو اسٹاک، اور ڈیری ڈویلپمنٹ: یہ فیگرز میں نے ابھی ان کو دیئے ہیں جو محکمہ کی طرف سے جاری کردہ ہیں۔ تو اُس میں پھر بھی اگر کوئی misprinting ہوئی ہو تو میں assure کراتا ہوں کہ دوبارہ سے یہ کروا کے لاکے میں دے دوں گا۔

میڈم اسپیکر: اس میں جو بھی amendments زیارتوال صاحب! رحمت بلوچ صاحب نے ایک دو خاص کر میں سمجھتی ہوں کہ ضروری ہیں کہ تمام ڈسٹرکٹ کے اور ان میں تمام میٹری ہاسپٹلز کے حوالے سے جو انہوں نے کہا ہے دونوں قائم کیئے جائیں۔ اچھا! اعتراض کوئی نہیں ہے۔ تو میں اس کو۔

قائد حزب اختلاف: موسیٰ خیل ضلع کا میں نے آپ کو بتایا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے وہ بھی شامل کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: ایک بار کھان ہے اور دوسری سائیڈ پر شیرانی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: اور ساتھ ڈوب attach ہے۔ یہ تمام کے تمام اضلاع اس حوالے سے بہت ہی اہم ہیں۔ پھر قلعہ سیف اللہ، لورالائی کی بارڈر تک۔ وہاں کو بلو اور ہرنائی۔ یہ ساری اسی main مومن سون کے range میں ہیں کچھ میں زیادہ کچھ میں کم۔ تو اس حوالے سے ایک ضلع کی تعداد یہ ہے اور یہ ہماری توجہ کا مرکز نہیں بن سکا ہے اس معنی میں۔ قائد ایوان صاحب چلے گئے ہیں وہ ہوتے تو اس پر توجہ کی ضرورت ہے یہ productive department ہے۔

میڈم اسپیکر: انہوں نے سُن لیا۔ ابھی میں اس پر ایوان سے کیونکہ یہ بہت ہی important قرار دیا ہے، اس لئے کہ ہمارے صوبہ کا جو زیادہ تر دار و مدار خاص طور پر لائیو اسٹاک پر بہت زیادہ ہے اور یقیناً ہمیں اسے بہتری کی طرف لانے کی ضرورت ہے۔ اس amendment کے ساتھ جیسے رحمت بلوچ صاحب نے دو amendments پیش کی ہیں کہ ایک تو تمام ڈسٹرکٹس میں ہونا چاہیئے اور باقاعدہ سروے کے ساتھ اور آغا رضا صاحب نے کہا کہ اس میں تمام جگہوں پر اس کے ہاسپٹلز ہونے چاہئیں انکے علاج معالجے کے لئے۔ اور اس correction کے ساتھ جو پہلے لکھی گئی ہے کہ 2017ء میں اسکو کر دیں۔ 2017ء میں جو تعداد بتائی گئی ہے 22,54,193 اس تعداد کو ان تمام ترامیم کے ساتھ اس میں شامل کر کے آیا مشترکہ قرارداد نمبر 152 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد ان تمام ترامیم کے ساتھ منظور ہوئی۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب، قائد حزب اختلاف اور آغا سید لیاقت علی صاحب، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 154 پیش کریں۔

آغا سید لیاقت علی: شکر یہ مادام اسپیکر۔ ہر گاہ کہ ضلع موسیٰ خیل کا شمار صوبہ کے پسماندہ ترین اضلاع میں ہوتا ہے جہاں پلو، شہ اور زیتون کے جنگلات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے عوام کا ذریعہ معاش زمینداری

اور مالداروں پر منحصر ہے۔ ضلع مومن سون کے رینج میں ہے۔ جہاں سب سے زیادہ اوسطاً سالانہ بارشیں 21 انچ تک ہوتی ہیں لیکن وہاں رسل و رسائل کے لئے کوئی خاص سڑک تاحال تعمیر نہیں کی گئی ہے۔ اب این اے 70 کنگری تا موسیٰ خیل اور موسیٰ خیل تا سنگر این اے 50 لورالائی تا ڈیرہ غازی خان، ٹروپ تا ڈیرہ اسماعیل خان، روڈ ضلع موسیٰ خیل میں ترسیل کا اہم ترین ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ان روڈز کے سروے اور feasibility reports پر بھی کام ہو چکا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کنگری تا سنگر، جو دو اہم شاہراہوں کو ملانے کا ذریعہ بنے گی، کی منظوری کو یقینی بنانے کے لئے عملی اقدامات کیے جائیں۔

(اس مرحلہ میں محترمہ یاسمین بی بی لہڑی، چیئر پرسن نے اجلاس کی صدارت کی)

میڈم چیئر پرسن: جی قرارداد نمبر 154 پیش ہوئی کیا محرک اس کی admissibility پر کوئی روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے؟ جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ مدام چیئر پرسن! یہ قرارداد بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے پہلے جو قرارداد ہم نے پیش کی تھی وہ لائیو اسٹاک سے متعلق تھی۔ مدام چیئر پرسن! ضلع موسیٰ خیل ایک ایسا ضلع ہے جس پر قدرت اتنی مہربان ہے کہ سارے بلوچستان میں سب سے زیادہ جو مومن سون کی بارشیں ہوتی ہیں وہ اس جگہ پر ہوتی ہیں۔ اور اس کا جو benefit اس ضلع کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ یہاں وسیع چراگاہیں پہاڑوں کے دامن میں ہیں۔ یہاں آپ یقین نہیں کریں گے کہ زیتون کے قدرتی جنگلات اتنے وافر مقدار میں ہیں کہ اسپین میں بھی اتنے نہیں ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں 1982ء میں اسپین صرف اس لیے گیا تھا کہ زیتون پر ایک ریسرچ کرسکوں چیئیر آف کامرس کی طرف سے۔ اور فیڈریشن چیئیر آف کامرس کا ایک وفد جسمیں راجا صاحب جو کہ اُس وقت فیڈریشن کے president تھے وہ بھی شامل تھے۔ ہم گئے اور پھر ہم موسیٰ خیل میں گیا۔ تو آپ یقین کریں کہ اسپین کے وہ جنگلات جو "کوسہ براوا" میں واقع تھے وہ بھی اسکے مقابلے میں ہیچ تھے۔ لیکن بد قسمتی کیا ہے کہ شنے کے جو جنگلات ادرخت تھے۔ یہ اور اسی طرح جو پلوسہ ہے۔ پلوسہ کے درخت وہ بھی اسی طرح وافر مقدار میں وہاں موجود ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ رسل و رسائل کے ذرائع نہیں ہیں یہاں لوگ پہنچ نہیں سکتے ہیں۔ تاکہ اس زیتون کو develop کریں۔ اور یہاں فیکٹری لگائیں۔ یہاں زیتون کو collect کر کے پکننگ کریں۔ یہ ایک ایسا ذریعہ ہے کہ اگر یہ کیا جائے تو۔۔۔

(اس مرحلہ میں کورم کی نشاندہی کی گئی)

آغا سید لیاقت علی: میں نے اسپڈ پکڑا تھا آپ نے کورم کو نشانہ ہی کی۔

میڈم چیئر پرسن: جی کورم پورا نہیں ہے۔ نہیں ہم چاہتے ہیں کہ کورم پورا ہوتا کہ کارروائی proper طریقے سے چلے۔ جی کورم کو پورا کرنے کیلئے جو five minutes کا ہم بریک لیتے ہیں۔ کھٹی جو بجائی جائے اس کیلئے پانچ منٹ کا بریک ہے۔ گیلو صاحب! آپ کوشش کر لیں جو باہر جتنے ممبران ہیں انکو آپ لیکر آجائیں۔ کورم پورا کر لیں۔ thank you جی۔

(پندرہ منٹ کا وقفہ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں)

سیکرٹری صاحب! دیکھ لیں اگر کورم پورا ہے تو ہم کارروائی کو جاری رکھتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب! کورم پورا ہے۔ جی لیاقت آغا صاحب! آپ continue کر لیں۔

(پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

آغا سید لیاقت علی: میں اس سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ یہاں جو زیتون ہے اگر صرف اسکو develop کیا جائے تو میرے خیال میں ہمارے اس صوبے کی اکثریت یہاں سے روزگار حاصل کر سکتی ہے۔ وہ اس سلسلے میں کہ اس وقت دُنیا میں واحد زیتون ہے۔

میڈم چیئر پرسن: جی kindly سرفراز بھائی! آپ نے پھر respond کرنا ہے۔ بہت اہم قرارداد ہے اگر اسکو آپ غور سے سُنیں گے تو۔ جی continue کر لیں۔ حاجی سلام صاحب kindly بیٹھ کر بات نہ کریں۔ آغا سید لیاقت علی: اگر زیتون کی پیننگ کجائے زیتون اس وقت واحد، اسکو آپ فروٹ کہہ سکتے ہیں یا جو بھی اسکو نام دیدیں جو ساری دُنیا میں اسکو use کیا جاتا ہے۔ اور دُنیا میں جتنے بھی زیتون کے درخت خود رو ہیں۔ جیسے ہمارے ہاں ژوب اور موسیٰ خیل میں ہیں۔ اسکو انہوں نے develop کیا ہے مختلف اقسام میں۔ بڑے کے ساتھ پیوند کیا ہے۔ چھوٹے زیتون کے ساتھ کیا ہے اور اس پر ریسرچ ہو رہا ہے کہ اسکے اندر جو کھٹلی ہے اسکے بغیر بھی اس پر ریسرچ ہو رہا ہے کہ کوئی ایسا زیتون ہم develop کریں جس میں کھٹلی پیدا نہ ہوں۔ تو یہ ہمارا علاقہ، یہ صرف اور صرف روڈ کی وجہ سے ہے اور یہ بڑا اشارٹ روڈ ہے۔ ابھی جو تین روڈز جو ہم نے بتایا ہے۔ ان میں سے اسکو کسی کے ساتھ بھی اگر connect کیا جائے تو یہ علاقہ ایک تو shortest route ہمارے دونوں صوبوں کیلئے ہو جائیگا پنجاب اور کے پی کیلئے۔ اور دوسرا پھر ہم industrialists کو یا جو investment کرنے والے ہیں یا جو پرائیویٹ پارٹنرشپ جو already ہم نے ایک آرڈیننس جو تھا یہاں sign کیا، پرسوں، ترسوں اسکو پاس کیا ہے۔ اسکے ذریعے دُنیا کے مختلف حصوں سے ہم investors کو یہاں invite کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہاں

آکر کے investment کر کے اس زمینوں کو اور اس پلوسہ کے جو درخت ہیں اسکو developed کر سکتے ہیں۔ اور یہ بڑا export کا ذریعہ ہمارا بنے گا۔ مختلف ممالک کو ہم اسکو export کر کے اس سے زرمبادلہ کما سکتے ہیں اور بیروزگاری پر کافی حد تک قابو کر سکتے ہیں۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم چیئر پرسن: thank you جی۔ زیارتوال صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟

قائد حزب اختلاف: شکریہ میڈم چیئر پرسن! میں اس قرارداد پر لیاقت آغا، معزز ممبر نے اچھی تقریر اور پُر مغز تقریر کی ہے۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ موسیٰ خیل کے اندر روڈز کے حوالے سے اگر آپ کبھی گئی ہوں، کنگری سے۔ وہاں "سنگر" کہتے ہیں۔ دو راستے جاتے ہیں، پنجاب اور خیبر پختونخوا کو۔ ایک ڈیرہ غازی خان ایک ڈیرہ اسماعیل خان والی ہے۔ بیچ میں موسیٰ خیل ضلع واقع ہے۔ دونوں اہم شاہراہیں اور میں آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں ہاؤس کے سامنے رکھ چکا ہوں کہ لائیو اسٹاک کے حوالے سے جنگلات کے حوالے سے آپ جان سکتے ہیں، سمجھ سکتے ہیں کہ جب capital کیلئے propose تھا تو یہاں کچھ تھا۔ لیکن اب پاکستان میں سب سے پسماندہ ضلع یہی ہے۔ اور یہ پسماندہ ضلع، اُسکی جو مین لنک روڈز ہیں۔ جب یہ نہیں ہیں تو جو بھی کاشت کرتے ہیں کچے راستوں سے اور اُسی طریقے سے سبزی اور یہ چیزیں یہ منڈی تک پہنچ ہی نہیں سکتیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ دوسری جولا لائیو اسٹاک کی وہ ہیا سکہ حوالے سے۔ پھر جنگلات کے حوالے سے۔ پھر سب سے اہم اس علاقے میں زمینوں۔ میرے خیال میں یہ سلسلہ ڈیرہ بگٹی تک چلا جاتا ہے، شمالاً، جنوباً۔ تو یہ جو علاقے ہیں زمینوں کے بھی حوالے بھی نہایت ہی اہم ہیں۔ اور قدرتی زمینوں وہاں پایا جاتا ہے صرف پیوند کاری کی ضرورت ہے۔ اور اُسکی requirement مزید کیا ہوتی ہے۔ اُن کو سائنسی خطوط پر اگر پورا کیا جائے تو ژوب، شیرنی، موسیٰ خیل۔ پھر وہاں تک ہم اپنی ضروریات تو کیا، زمینوں تیل کے حوالے سے۔ اور اچھا فارم کے حوالے سے جو زمینوں ہے اسمیں خود کفیل ہو سکتے ہیں دُنیا کو بھی سپلائی کر سکتے ہیں۔ لیکن انکے درمیان روڈ کی جو ترسیل کے ذرائع ہیں وہ بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ تو یہ روڈ نہایت ہی اہم ہے۔ اور یہ قرارداد منظور ہو کر۔ سرفراز صاحب بیٹھے ہیں تزجیحی بنیادوں پر اگر یہ ہماری پی ایس ڈی پی کا حصہ بنے۔ میں آج وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ دے بھی چکا ہوں۔ فیڈرل پی ایس ڈی پی چونکہ سو میل تقریباً بن جاتا ہے۔ اور سو میل جو روڈز ہیں ہماری صوبائی پی ایس ڈی پی میں ہمیں معلوم ہے کہ ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ تو وہ اگر سفارشی لیٹر بھی دیں گے تو فیڈرل پی ایس ڈی پی کا حصہ بن کر فیڈرل سے اگر ہم اسکو بنائیں تو یہ صوبے کی آمدنی میں اہم ترین رول ادا کر سکتا ہے۔ تو اس حوالے سے جو قرارداد ہے اس پر لیاقت آغا مزید بول چکے ہیں۔ نہایت ہی اہم ہے اور ہاؤس سے ریکورسٹ ہماری یہ ہے کہ اسکو منظور کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

میڈم چیئر پرسن: Thank you so much. جی سرفراز صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میں آغا صاحب کی اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ because موسیٰ خیل بڑا قریب ہے میرے حلقہ سے۔ اور میں بڑا آتا جاتا ہوں اور پھر مون سون کا تھوڑا حصہ ہمارے تک بھی پہنچتا ہے۔ مائیک on ہے؟

میڈم چیئر پرسن: مائیک on ہے۔ لیکن یہ کہ اگر آپ۔۔۔۔۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: اُس دن شاہ صاحب نے بد عادی ابھی یہ چلتا ہی نہیں ہے۔ میڈم اسپیکر! تو میں 24th کو جا رہا ہوں اکنامک کونسل کی میٹنگ ہے، میں اُس کا ممبر ہوں۔ اُس میں فیڈرل پی ایس ڈی پی discuss ہونا ہے۔ اُس میں یہ ایک important scheme ہے اگر مجھے اُس سے پہلے یہ قرارداد کسی shape میں سیکرٹری صاحب دیدیں۔ تو میں وہاں بھی اسکو discuss کرونگا۔ اور انشاء اللہ اسکو شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔ حکومت کی طرف سے اسکو complete support ہے۔ اور فیڈرل گورنمنٹ اس میں ڈال دیا، تو ہم اسکو support کریں گے۔

میڈم چیئر پرسن: Thank you so much. کوئی اور ممبر اس پر بات کریگا یا نہیں؟

آیا مشترکہ قرارداد نمبر 154 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

ایوان کی کارروائی۔ (مداخلت) ایک منٹ پہلے اس کارروائی کو complete کر لیں اسکے بعد پھر میں آپکو موقع دوں گی بالکل سردار صاحب کو بھی موقع دوں گی اور آپکو بھی۔

جی ایوان کی کارروائی۔ چیئر پرسن مجلس قائمہ برائے تعلیم، خواندگی اور غیر رسمی تعلیم، کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی! محکمہ تعلیم میں این ٹی ایس پاس ہڑتالی امیدواروں کے معاملے پر غور و خوض کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔ چیئر پرسن چونکہ موجود نہیں ہیں تو کمیٹی کی جو ممبر ہیں معصومہ حیات صاحبہ۔ آپ رپورٹ پیش کر دیجئے۔

محترمہ معصومہ حیات: میں معصومہ حیات، چیئر پرسن مجلس قائمہ برائے تعلیم، خواندگی اور غیر رسمی تعلیم، کوالٹی ایجوکیشن، صدارتی پروگرام، CDWA، سائنس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی! محکمہ تعلیم میں این ٹی ایس پاس ہڑتالی امیدواروں کے معاملے پر غور و خوض کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

میڈم چیئر پرسن: جی رپورٹ پیش ہوئی۔ عبدالرحمن کھیتراں صاحب پہلے بات کر لیں اسکے بعد پھر۔ جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس رپورٹ پر جو discussion ہے وہ اگلے سیشن میں آپ کر سکتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میں رپورٹ پر نہیں میں point of order پر بات کر رہا ہوں۔ جی  
 thank you very much! میڈم۔ میں وزیر داخلہ کی توجہ  
 پولیس مسئلے کی جانب دلانا چاہوں گا اُسکی دو شاخیں ہیں اے، بی۔ یہ اے نصیر آباد میں سوشل میڈیا اور میڈیا پر  
 بھی آرہا ہے کہ پولیس نا کے میں ایک لڑکی ہے شازیہ نام کی، اُس کو مجبوس رکھا گیا چار یا پانچ دن تک۔ کوئی سرور گولہ  
 نام کا سب انسپکٹر ہے۔ وہ لڑکی وہاں سے باضابطہ برآمد ہوئی۔

میڈم چیئر پرسن: یہ بہت اہم ایٹو ہے آپ سُن لیں۔ جی سردار صاحب! continue! کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اب میری معلومات کے مطابق پولیس کوئی وہاں جمالی ہے SHO اور سرور وہ  
 مختلف angle سے اُسکو press کر رہے ہیں۔ اس معاملے کو دبانے کیلئے اور ایف آئی آر اور یہ سلسلہ تو میں  
 گزارش کرونگا۔ میڈم چیئر پرسن! آپ سے بھی اور وزیر داخلہ سے بھی کہ یہ بلوچستان کی روایات اور ان چیزوں کی  
 ہمارے قبائلی معاشرے کے hundred percent against یہ سلسلہ ہے۔ آگے میں اسکی تفصیل میں کہیں  
 اور نکل جاؤنگا۔ ایک تو یہ ہے کہ kindly اس پر میں آپکی توجہ بھی چاہوں گا۔ اور ہمارے وزیر داخلہ صاحب تشریف  
 رکھتے ہیں اُنکے بھی۔ دوسرے issues ہیں اسی سے related کہ پھر کہیں گے کہ اپنی قوم کے بندوں کو پھر  
 سامنے لا رہے ہیں۔ میرا کھیتراں ہے، بچہ ہے غریب ہے وہ ہوٹلوں میں چائے کے چائینک اٹھا کے دیتا ہے۔ وہ  
 سیکورٹی گارڈ جو سول ہسپتال کا ہے، اُس نے کہا کہ چائے لاؤ۔ اُس نے کہا کہ میں تم کو چائے نہیں دیتا ہوں۔ اُس نے  
 کہا کہ میں تمہیں دیکھوں گا۔ اور صبح کو مریض داخل ہوا کوئی نو، دس بجے۔ اُسکے ساتھ چھوٹا بچہ چھ سات سال کا۔ وہ  
 ایک واویلا مچا کہ اُسکو ہراساں کیا پتہ نہیں کیا کیا۔ اب اُس پر کیس ڈالا ایس ایچ اوسول لائن۔ اُس سے میری بات بھی  
 ہوئی کوئی طاہر محمود صاحب ہیں۔ تو وہ بڑے قانون دیکھ رہا تھا میں نے کہا کہ جو تم نے sections لگائے ہیں۔ میں  
 نے 1980ء میں لاء کیا۔ تم نے 2000ء میں کیا 20 سال تم مجھ سے جو نیئر ہو۔ میری personal اُس سے بات  
 ہوئی۔ لیکن اُس نے اُس نے مار کٹائی کی۔ CCPO صاحب اُسکے بارے میں میں کیا کہوں میرے پاس الفاظ  
 نہیں ہیں کہ وہ دنیا کا ایماندار اور پتہ نہیں کیا کیا۔ اُس جیسی تو ہستیاں پتہ نہیں صدیوں میں مشکل سے پیدا ہوتی ہیں پھر  
 میری ایس ایچ پی آپریشن جو بہت پیارا آدمی ہے اُس سے بات ہوئی، بلکہ میرے بیٹے کی بات ہوئی۔ تو اُسکو مارا  
 اُس پر ایف آئی آر کٹائی، 377 کی۔ اور پھر مہربانی کی اُس نصیب اللہ نے ہمت کی، وہ جو ایس ایچ پی آپریشن ہے  
 اُس کو کم از کم سٹی تھانے میں شفٹ کیا۔ تین دن اُسکو ریمانڈ میں رکھا۔ مزید ریمانڈ کیلئے گئے۔ میڈیکل Nill ہے۔  
 اُس کے parents کو انہوں نے press کیا کہ یہ کریں انہوں نے کہا کہ اس بچے کے ساتھ کوئی چیز ہوئی ہے

نہیں تو کوئی سلسلہ ہی نہیں ہے۔ اب وہ بڑی مشکل سے جوڈیشل ہوا اُس کی bail ہوگئی۔ تو میں نے آئی جی صاحب سے گزارش کی۔ آئی جی صاحب تو ہمارے بہت پیارے آدمی ہیں۔ میں نے personally اُس کو فون کیا کہ کم از کم displeasure تو آپ کے ایک SHO کو جاننی چاہیے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ غریب آدمی جو باروالی Hand to mouth ہوتا ہے، صبح کمایا، شام کو کھایا اور 500 کلومیٹر دور سے آکر یہاں وہ باہر والی کر رہا ہے۔ تو یہ دو burning issue خاص کر یہ خاتون والا۔ میڈم چیئر پرسن! یہ بہت بڑی بات ہے بلوچستان میں یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں ہم اسکو condemn کرتے ہیں اور آپ سے بھی میں رولنگ لوں گا کہ مہربانی کر کے اس پر رولنگ دیں اور میں وزیر داخلہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ان دونوں پر روشنی ڈالیں۔

میڈم چیئر پرسن: سرفراز صاحب! یہ بہت اہم issues ہیں۔ ظاہر ہے میرا بھی تعلق اُس علاقے سے ہے۔ تو رابطہ کیا گیا لوگوں نے۔ اب یہ ہے کہ پولیس جو کہ ایک مقدس فورس ہے اُسکے اندر اگر اس طرح کے ہونگے، ہاں! کالی بھیڑیاں کہیں جو بھی۔ تو انکو میرے خیال میں دیکھنا چاہیے اور وہ بہت زیادہ پرہیز بھی کر رہے ہیں اُسکی فیملی کو مطلب اس کو چھوڑ کے نہیں جانا چاہیے جب تک کے سزا نہ دی جائے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: شکریہ میڈم چیئر پرسن! honorable colleague نے دوطرف نشاندہی کی ہے، جہاں تک اس خاتون کی بات ہے وہ already ہمارے نوٹس میں ہے اور اس میں پولیس ڈیپارٹمنٹ action کر چکا ہے۔ culprits کو arrest بھی کیا گیا ہے اور اسمیں investigation بھی ہو رہی ہے اور اس طرح کے گھناؤنے واقعات میں چاہے کوئی بھی ملوث ہوں اُنکو کسی بھی صورت معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اور جہاں تک معزز رکن نے دوسری بات کی ہے، وہ میرے نوٹس میں اس سے پہلے نہیں تھا میں پولیس ڈیپارٹمنٹ سے پوچھوں گا اور اس پر بات کریں گے۔ اگر واقعی SHO کی کوئی زیادتی ہے۔ because every story has another story بھی ہوتی ہے اُسکی۔ دوسرا فریق کو بھی سن کے یقیناً معزز رکن ٹھیک کہہ رہے ہونگے۔ تو جو بھی سزا ہوگی وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ملے گی۔ کسی کے ساتھ بلوچستان میں کسی کو زیادتی کی اجازت کم سے کم یہ حکومت نہیں دے سکتی ہے۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم چیئر پرسن: اسی سے related ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں، نہیں۔ اس پر تو آپ نے بھی رولنگ دے دی بلکہ مزید کوئی رولنگ میں کہتا ہوں۔ میری suggestion یہ ہے اسمیں کہ اُسکے knowledge میں ہے اور onboard ہے ہوم منسٹر۔ تو kindly اسکو کرائم برانچ کے حوالے کر دیں۔ وہ assurance دے دیں کہ یہ کیس کرائمر برانچ کو شفقت

ہو جائے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوگا۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much. میں رولنگ بھی یہی دینی والی تھی سرفراز صاحب جی۔  
وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! there is a procedure کراٹمنر برانچ میں جانے کیلئے۔  
وہ جو ایک پارٹی ہوتی ہے وہ application دیتی ہے کہ We are not satisfied with this investigation تو آپ اسکو کراٹمنر برانچ میں شفٹ کریں۔ تو اتنی سی legal requirements ہیں، وہ requirement اگر مدعی پوری کر دیتے ہیں تو harm there is no کہ اسکو آسمیں لے آئیگی۔

میڈم چیئر پرسن: بالکل وہ پوری کریں گے۔ انہوں نے رابطہ بھی کیا ہے اور ابھی المیہ یہ ہے کہ جو DNA رپورٹ ہے اسکو بھی hide کیا جا رہا ہے جو actual report ہے۔ اور اسکو nill show کیا جا رہا ہے۔ میرے خیال میں کوئی ڈاکٹر زاہدہ ہارون صاحبہ ہیں تو انکو بھی آپ دیکھ لیجئے۔ اور کراٹمنر برانچ کے حوالے سے انکی فیملی نے یہ request کی ہے تاکہ transparent تحقیقات ہو۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس ہماری عزت اور ہماری جان مال کی محافظ ہے۔ اگر وہاں ایسے افراد ہونگے جب تک کہ انکو ہم سزا نہیں دینگے جب تک انکو ہم انصاف کے کٹہرے میں نہیں لائیگی تو دوسری اس سے مزید encourage ہونگے۔ تو یہ ایک role-model ایک سزا ہونی چاہیے تاکہ باقیوں کیلئے عبرت ناک ہو۔ thank you so much

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! ابھی اسمبلی میں اتنے important point of order پر بات ہو رہی ہے۔ ابھی ہوم ڈیپارٹمنٹ کی direction میں ان میں سے کس کو دوں؟ there is no body from the Home Department آپ بھی رولنگ دے چکی ہیں۔ اس اسمبلی کو اتنا non-serious لیا جاتا ہے کیا کر سکتے ہیں؟

میڈم چیئر پرسن: میرے خیال میں بارہا وہ یہاں ممبران نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ اور ہمارے آفس کی طرف سے بھی جتنے بھی ہمارے یہاں سیکرٹری صاحبان ہیں، ڈیپارٹمنٹس ہیں، انکو وقتاً فوقتاً ہم remind کر داتے ہیں اور formally letter بھی انکو جا چکا ہے۔ اب آپ سے request ہے سی ایم صاحب کے through وہ اگر اسکو دیکھ لیں گے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میرا سوال ہے اسمبلی سیکرٹریٹ سے کہ کیا کوئی رولز آف بزنس، کوئی کہانی، کوئی انکو پابندی، کوئی accountability یا یہ مادر پدر آزاد ہے۔ اگر مادر پدر آزاد ہے میڈم۔ پھر اس اسمبلی کو اگر serious نہیں لیا جائیگا۔ for God sake ابھی میں نے directions دینی ہیں یا میں نے اس الیشو پر جو

آنریبل ممبر نے raise کیا ہے۔ اس پر اگر میں نے پوائنٹس لینے ہیں اس پر اگر میں نے کسی سے پوچھنا ہے؟ تو میں کس سے پوچھوں؟ تو بولیں، اسکو اگر کوئی قانون بتا دیا جائے۔ کوئی آپ رولنگ دے دیں۔ کوئی suspension کر دیں مہربانی کریں؟ اگر کوئی قانون نہیں ہے تو پھر یہ دو چار بیٹھے ہوئے ہیں تو ان سے بھی request کر لیتے ہیں یہ بھی چلے جائیں۔

میڈم چیئر پرسن: اس پر میرے خیال میں سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی ہیں۔ انہوں نے سرکولیشن تو دے دی ہے۔ ابھی یہاں اگر سیکرٹری نہیں ہے، انہوں نے کوئی نمائندہ بھی نہیں بھجوایا ہے۔ میرے خیال میں اسکو serious لینے کی ضرورت ہے۔ سیکرٹری صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میں تو۔ باقی colleagues ہیں سب سے گزارش کرتا ہوں، کوئی میرے ساتھ آئے نہ آئے میں انکے اس late back attitude سے۔ میں نے خود اس سیٹ پر کھڑے ہو کے کئی دفعہ نشاندہی کی ہے۔ آپ کی رولنگ، آپ کی چیئر سے آپ کی ہے۔ چیف منسٹر سے direction جا چکی ہے۔ چیف سیکرٹری سے direction جا چکی ہے۔ اُسکے باوجود اگر یہ مادر پدر آزاد ہے تو کم سے کم میں احتجاجاً اس ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کر رہا ہوں۔ کوئی ساتھی ساتھ دیتا ہے تو دے دیں۔ یہ کیوں نہیں آتے ہیں سردار صاحب! ابھی آپ نے اتنا important point اٹھایا ہے؟ کس سے پوائنٹس لیں؟ کس کو direction دیں؟ کوئی الہام بتادیں۔ یا ٹیلیفون کی ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم ان سے پوچھا کریں؟ مس تو واک آؤٹ کر رہا ہوں کوئی اور کرتا ہے یا نہیں۔ (اس مرحلہ میں معزز اراکین علامتی واک آؤٹ کر کے ایوان سے نکل گئے)

میڈم چیئر پرسن: اگر سارے واک آؤٹ کر کے چلے جائیں گے تو منانے والا کون ہوگا؟ ہم کس کو آپکے پیچھے بھجوائیں منانے کیلئے؟ یہ واقعی بہت serious مسئلہ ہے۔ بحیثیت اپوزیشن لیڈر میری آپ سے بھی request ہے کہ آپ ممبران کو لیکر آجائیں۔ ویسے انہوں نے جو واک آؤٹ کیا ہے بالکل genuine مسئلہ ہے، میرے خیال میں اسمبلی کی کارروائی کو serious لینا چاہیے۔

قائد حزب اختلاف: یہ سرکاری ملازم جو پبلک سروس ہیں، اس کی حیثیت سے اگر وہ رہیں گے آپ کے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ public representatives کی کوشش کرتے ہیں تو آئیں پارٹی بنائیں سیاست کریں اور public representative بن کے بات کریں۔ خواہش ان کی یہ ہے ”کہ ان کی حیثیت اگر public representative کی ہوں اور تنخواہ ہم ملازم کی لے لیں“، یہ ممکن نہیں ہے یہ آج کا دن اس لئے آپ کو دیکھنا پڑ رہا ہے کہ یہ حیثیت public representative کی عوام کی جانب سے آئی ہے

پاکستان میں اُس کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں اور وہ عوام کے خادم ہیں۔ وہ اپنا خدمت والا کام ہم عوام کی وکالت سمجھتے ہوں representatives کی حیثیت سے ہم اپنا فریضہ سرانجام دے دیں گے۔ تمام برائیوں کی جڑ یہی ہے۔ ابھی ٹریڈری پیچڑ والے خود واک آؤٹ کر کے نکل رہے ہیں ہم بھی نکل جائیں گے لانے والا کون ہوگا کس طریقے سے ہوگا؟ یہ situation پیدا ہوگئی ہے اور اس situation میں کیا کرنا چاہئے؟ میڈم چیئر پرسن: بحیثیت اپوزیشن لیڈر میری آپ سے request ہے کہ آپ اراکین کو لیکر کے آئیں۔ ویسے اُنہوں نے جو واک آؤٹ کیا ہے بالکل genuine مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں اسمبلی کی کارروائی کو serious لینا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف: فلور پر بول سکتا ہوں۔ بات یہ ہے لیاقت آغا! ریکارڈ کی بات یہ ہے کہ جب عوام کے خادم، عوام کے حاکم بن جائیں گے تو یہ بات آپ کی بگڑ گئی ہے اور جو بحیثیت public representative کو جب تک تسلیم نہیں کیا جاتا تو اُس وقت تک آپ کی یہ خرابیاں دُور نہیں ہو سکتیں۔ آپ ملازم کو پابند نہیں بنا سکتے تو یہ کیا ہوگا کس طریقے سے ہوگا اور یہ آج کے لئے نہیں ہے یہ مسلسل اس ملک میں اس طریقے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ public representative کی ایک حیثیت ہے اُس حیثیت کو تسلیم کریں اُس کو مانیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں یہ نہیں آیا تھا اس حوالے سے۔ اگر اُسکو تسلیم کریں گے اصولاً آپ کے کام smooth ہو جائیں گے اور مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم!

میڈم چیئر پرسن: جی۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم! کورم تو پورا نہیں ہے آپ کو ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دلی کی جو حکومت تھی۔ وہ اس طرح تھی جیسے ہمارے وہ لوگ کوئی اُس میں۔۔۔۔

(اس مرحلہ میں اراکین اسمبلی ایوان میں واپس آ گئے)

آغا سید لیاقت علی: میڈم! تو وہ اس طرح تھی جیسے ہمارے وہ لوگ کوئی اُس میں وہ حصہ نہیں لیتے تھے، افراتفری بڑی تھی کسی نے پوچھا ”کہ یہ دہلی کا قطب کون ہے؟“ اُس نے کہا کہ جی فلاں آدمی ہے جو منگے ونگے بناتا ہے۔ تو وہ وہاں چلا گیا اُس نے ایک مٹکا اٹھایا بولا یہ کس کا ہے؟ دوسرا اٹھایا اُس نے توڑا تیسرا توڑا۔ اُس نے واقعی کہ یہ اتنا رحم دل یا اتنا بے بس ہے کہ یہ جتنے ہم نے توڑے ہیں وہ کوئی جواب نہیں دے رہا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد مادام چیئر مین! دلی کا انتظام بڑا اچھا چلنے لگا جس طرح سرفراز صاحب کے زمانے میں ابھی چل رہا ہے، اس طرح

چلنے لگا۔ تو وہ پھر اُس نے پوچھا ”کہ آج کل کون ہے دلی کا قطب“؟ تو اُس نے کہا کہ جی فلاں موچی ہے۔ تو وہ اُس کے پاس چلا گیا اور اُس سے کہا کہ جی یہ میرا جوتا سنی کر کے دے دو۔ اُس موچی نے جب جوتا سنی کر کے دے دیا تو اُس نے زور سے پکڑا اور کہا کہ یہ کیسے سیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ”ذرا جوتا مجھے ادھر دینا“ اُس نے دو تین جوتے اُس کو مارے بولا مجھے بھی گنوار سمجھا ہے۔ سرفراز صاحب ذرا آپ دو تین جوتے لگائیں تو انشاء اللہ سارے کا سارا ٹھیک ہو جائے گا۔ چیف منسٹر آپ کے پاس، چیف منسٹر صاحب اتنا بیزار ہیں کہ دس منٹ اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتے تو ان سے لوگ کیا توقع کریں گے۔ آپ خود کہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ چیف منسٹر صاحب آخر تک اسمبلی میں بیٹھے رہیں تو یہ لوگ بھی بیٹھے رہیں گے۔ شکر یہ جی۔

میڈم چیئر پرسن: جی حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے سے پہلے ہمیں نے اُس دن ذکر کیا تھا کہ ہمارا اسپیکر بے بس ہے۔ تو میڈم نے mind کیا کہ میں بے بس بالکل نہیں ہوں۔ ابھی اُسکو پھر آپ بتادیں اپنی بے بسی کا اور اگر نہیں ہے تو یہ کیا معاملہ چل رہا ہے یہ صرف تین چار بندے آئے ہیں۔ کوئی تو outcome ہونا چاہیے کوئی اسکا حل ہونا چاہیے کوئی تجویز ہونی چاہیے۔ تو ہم یہ نہیں کہیں کہ یہ قابل ہیں گورنمنٹ کی بات بیورو کریسی نہیں سُن رہی ہے اور بیورو کریسی ہم پر rule کر رہی ہے۔ ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر آتا ہوں میڈم اسپیکر! ہوم منسٹر سے ریکونسٹ ہے کہ توجہ دیں۔ اس موسم میں افغانستان سے زیادہ تر مال مویشی اپنے spring and summer کی چراگا ہوں میں جاتے ہیں۔ ابھی بارڈر پر نہ باڈ لگانا ایف سی والے اُسکو بند کر دیتے ہیں تین تین چار چار سو پانچ سو یہ پاکستان بننے سے یہ عمل جاری ہے۔ وہاں جب بند کر لیتے ہیں نہ چارہ دیتے ہیں نہ پانی دیتے ہیں تو یہ آٹھ دس روز میں مرتے ہیں۔ تو میں نے کمانڈنٹ صاحب سے ریکونسٹ کی اُن کی بڑی مہربانی کوئی تین چار سو بھیڑیں اور تین گھوڑے اُنہوں نے چھڑا دیئے۔ اب میں ہوم منسٹر سے یہ ریکونسٹ کرتا ہوں کہ یہاں ہمارے صوبہ میں گوشت کی قیمت پانچ چھ سو روپے کلو ابھی سات سو روپے کلو تک جانے والا ہے اُدھر بھی قحط سالی ہے اُن کا کاروبار ہو جائے گا ہمارے ہاں گوشت کی قیمت کم ہو جائے گی۔ تو ہوم منسٹر سے یہ ریکونسٹ ہے کہ وہ کمانڈنٹ اور اُن لوگوں کو بتادیں کہ یہ پرانے عمل میں جاری رکھا جائے۔ Thank you very much۔

میڈم چیئر پرسن: جی رحمت صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تھے اُس کے بعد نصر اللہ زیرے صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میں point of personal explanation پر ہوں۔ ٹھیک ہے آپ

بیورو کریسی پر ونگ دے دیں۔

میڈم چیئر پرسن: جی آغا صاحب نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔

آغا سید لیاقت علی: نہیں، کسی نے نہیں کی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: اچھا نہیں کی ہے ok۔ جی رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جس issue پر واک آؤٹ ہوا تھا اُس کو conclude کریں۔

قائد حزب اختلاف: ٹریڈری پنچر کے دوست اُس پر رُمانا، ان سے پہلے یہ ایشو نہیں تھا یہ میں کہہ چکا ہوں

اب بھی آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ہماری جو بیورو کریسی ہے کم از کم اس ایوان کو وہ اہمیت دینی چاہیے میں بار بار کہہ

چکا ہوں ہماری اس تجویز کو ماننا چاہیے اور یہاں آ کے بیٹھنا چاہیے public servant کی حیثیت سے public

representatives کی بات کو سننا چاہیے اور اُس کا کام ہے اور اُس کی ذمہ داری جو ہے اُس کو پورا کرنا چاہیے

اس پر آپ اپنی رولنگ دے دیں کہ ان کو پابند کریں۔ اور چیف سیکرٹری کے پاس باقاعدہ نوٹس چلا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: ایسا ہے کہ اب سردار صاحب! ہم اس کو اگر تھوڑا سا اس طرح سے دیکھ لیں یہاں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جیسے آغا صاحب نے وہ سنایا ناں میں ادھری ساڑھے چار سال پانچ سال سے میرا

رونا بحیثیت پوزیشن آج بھی شکر ہے پوزیشن میں ہوں اور قید میں ہوں۔

میڈم چیئر پرسن: آپ continue کر لیں kindly۔ لیکن مختصر پلیز۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: بالکل مختصر، میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ یہاں ہوم منسٹر کے چیئر میں کوئی بندہ

میں نام کسی کا نہیں لوں گا پھر کسی کی دل آزاری ہوگی۔ کوئی بندہ grievances لے کر کے آیا کہ فلاں ایس ایچ او

، میرے گھر میں چوری ہوگئی ہے دروازے توڑ کر پیٹی اٹھا کے لئے گئے ہیں۔ تو ہوم منسٹر کو یاد ہوگا۔ بد قسمتی سے میں بھی

اندر تھا۔ تو اتنے میں وہ بڑا آفیسر آیا اندر۔ اچھا! بولا بلاؤ اُس ایس ایچ او حاضر ہو۔ اب ہم سب اُس

بڑے آفیسر کی منتیں کر رہے تھے۔ اُس نے کہا کہ نہیں میرے کام میں مداخلت نہیں کریں۔ "You are

suspend" اچھا! وہ دوسرا جو اُس کا ماتحت جو نیچے بیٹھا ہوا ہوتا ہے اُس سے کہا کہ "immediately اُس کی

جگہ کوئی دوسرا ایس ایچ او لگا دو"۔ ہم بڑے خوش ہوئے کہ زبردست۔ وہ ایس ایچ او جب باہر نکلا تو وہ بڑا آفیسر

صاحب بھی باہر اُس کو پیغام دے دیا "یہ اندر کی باتیں تھیں ہوم منسٹر کی جاؤ اپنا continue کرو"۔ تو حالات یہ

ہیں۔ ابھی بیورو کریسی کی بات ہو رہی ہے میں نے ادھر بیٹھ کے احتجاج کیا دنیا جہاں کے قلابے ملا دیئے میں نے

کوئی نہیں، کہتا ہے ہماری بلوچی میں ایک مثال ہے کہتے ہیں بھئی! تمہاری ناک کٹ گئی تو اُس نے کہا کہ آٹے کی لگا

دوں گا۔ تو وہ آٹے والی ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔ ہم آج ٹوکن واک آؤٹ، یہ شکر ہے منسٹر صاحب نے کیا

ڈاکٹر صاحب نے بھی واک آؤٹ کیا۔ لیکن کچھ نہیں ہونے والا یہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ۔ وہ ایک فون کر رہا تھا دوسرے کو کہ ابھی ان کو ناں ہاں ہاں میں ٹر خاویہ بس جانے والے ہیں۔ تو اب تو کچھ نہیں ہونے والا۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much جی یہ بہت اہم issue ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: There is a self explanation سردار صاحب نے جو واقعہ سنایا ہے اُس میں ایک چھوٹی سی correction ہے کہ میں نے اُس آفیسر کی، کہ بعد اُس ایس ایچ او نے آکر کے معافی مانگ لی تھی۔ اور میں نے اُس آفیسر سے ریکونسٹ کی تھی کہ آپ پلیز اُس ایس ایچ او کو رہنے دیں ابھی اُس کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اُس نے معافی مانگ لی ہے۔ باقی سب کچھ ٹھیک ہے۔ تو یہ سردار صاحب کے علم میں نہیں ہوگا۔ اُس آفیسر سے میں نے کہا تھا۔ وہ آرڈر اُس وقت implement ہوا تھا۔

میڈم چیئر پرسن: thank you very much. ڈاکٹر صاحب! اس کو ابھی windup کر دیتے ہیں۔ اس کا اب جو point آپ نے raise کیا ہے آفیشل گیلری کے حوالے سے یہ بہت اہم پوائنٹ ہے جس پر کہ ہمارے ممبران نے واک آؤٹ بھی کیا ہے ڈاکٹر صاحب! اس کو میرے خیال میں ہم windup کرتے ہیں اس کے بعد پھر آپ کو موقع دیں گے۔ بہت زیادہ دفعہ اس پر بات ہوئی ہے اور یہاں ہمارے جو معزز ممبران ہیں انہوں نے لاتعداد دفعہ point-out کیا ہے اور ہمارا جو سیکرٹریٹ ہے ہم نے بھی in-written جتنے بھی ہمارے آفیشلز ہیں آفیسرز ہیں سیکرٹری صاحبان ہیں ان کو bound کرنے کے لئے لیٹرز لکھے ہیں اور جو سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی انہوں نے باقاعدہ سے تھرو چیف سیکرٹری رولنگ بھی سرکولیت کی ہے تمام ڈیپارٹمنٹس میں۔ اب یہ ہے کہ ایک مرتبہ دوبارہ یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ سے لیٹرز جائے گا ضرور لیکن again سرفراز صاحب میں سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ کی responsibility ہے کہ آپ بحیثیت منسٹر کے ہوتے ہوئے مطلب اگر آپ کا سیکرٹری یہاں موجود نہیں ہے جتنے ہمارے منسٹرز ہیں وہ اپنے ڈیپارٹمنٹس سیکرٹریز کو bound کریں کہ ظاہر ہے معزز ایوان ہے یہاں اُن کی نمائندگی، اُن کو جو بھی چیزیں بحیثیت منسٹر آپ face کر رہے ہیں آپ سے questions ہونگے آپ سے مختلف حوالوں سے clarification ہوگی اور جو منسٹر ہیں اُن کی prime responsibility ہے کہ وہ bound کریں۔ باقی ایک دفعہ پھر ہم اسمبلی سیکرٹریٹ سے لیٹرز بھجوادیں گے۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ بنیادی ذمہ داری آپ کی ہے ہم نے جو لیٹرز لکھنے تھے وہ ہم لکھ چکے ایک دفعہ پھر ہمارا یہاں جو سیکرٹریٹ اسٹاف ہے وہ دوبارہ سے اُن لکھے گا۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! I do not want to cut you!

میڈم چیئر پرسن: جی۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! ایسا نہیں ہے کسی رولز کے تحت ہم ان کو پابند نہیں کر سکتے ہیں You are august the authority. You are the Custodian of this august House. کی عزت آپ نے بنانی ہے اس کی عزت اس chair نے بنانی ہے آپ رولنگ دے دیں آج آپ دو سیکرٹریز کی suspension ک رولنگ دے دیں کل اگر یہ سارے اضر نہیں ہوئے تو میں جرمانہ دوں گا۔ میرے پاس اگر اختیار ہوتا ہے سیکرٹری کو suspend کرنے کا خدا کی قسم ابھی میں کر چکا ہوتا۔ میرے پاس ایک so suspend کرنے کا اختیار نہیں ہے رولز آف برنس بھی انہوں نے بنائے ہیں سارا کچھ تو انہی کے پاس ہے میڈم! آپ رولنگ دے دیں You are the Custodian of the House. دو چار کو suspend کریں دیکھتے ہیں کہ وہ آتے ہیں کہ نہیں نہیں تو اس ہاؤس کی کوئی عزت نہیں ہے تو بس ٹھیک ہے پھر ایسے ہی چلائیں، گزارا چلتا رہے۔

میڈم چیئر پرسن: جی کیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کردگیلو: میڈم اسپیکر! آپ رولنگ دے دیں آدھے گھنٹے میں سارے پہنچ جائیں اگر آپ کی رولنگ میں اثر ہوگا تو آئیں گے اگر نہیں، اگر آج نہیں آئے۔

میڈم چیئر پرسن: میرے خیال میں ہم اس کو ایسے لیتے ہیں، بالکل آپ کی بات صحیح ہے۔ اس issue پر اگر آپ privilege motion لے کر کے آتے ہیں کسی بھی سیکرٹری کے خلاف تو میرے خیال میں وہ زیادہ اور بہتر اور موزوں طریقہ ہوگا۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! یہ اپنے بیٹی بھائیوں کو بتانے کی کوشش کر رہا ہے آپ سے You are the custodian I am saying again and again. بے بس ہیں، کسی رول آف برنس پر۔ I can not suspend my secretary. اس کی ACR میں نہیں لکھتا ہوں۔ اس کی ٹرانسفرز پوسٹنگز میں نہیں کر سکتا ہوں تو۔ How can I control. This is you. باہر تو میں اپنا گزارا کر لوں گا آپ کسٹوڈین ہیں اس ہاؤس کے۔ آپ نے اس گھر کی عزت بنانی ہے۔ اگر آپ نہیں بنائیں گے تو کون بنا سکتا ہے۔ میرے پاس تو اختیار نہیں ہے میں سیکرٹری کو کچھ نہیں کر سکتا ہوں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: حامد اور ABC - ہمارا کوئی privilege violate نہیں ہوا ہے It is

violation of the whole house and Speaker of the House,

Chairperson of the House. تو آپ اس کو یا آپ اپنی بے بسی کا اعلان کر دیں کہ ہم بے بس نہیں ہیں۔ میڈم نے mind کیا کہ میں بے بس نہیں ہوں۔ تو Let us see ابھی وہ بے بس ہیں یا نہیں ہم یہ ثابت کریں گے کہ They are the rulers. They are running government that's what they think.

میڈم چیئر پرسن: thank you so much آپ کا point آ گیا ڈاکٹر صاحب۔ جی زیارتو صاحب۔ قائد حزب اختلاف: میڈم چیئر پرسن! سارے دوست آپ سے کہہ رہے ہیں یہ بات سب کی درست ہے کسٹوڈین آف دی ہاؤس کی حیثیت سے اس کی لاج رکھنا جو ہاؤس ہے یہ اسپیکر کی وہ ہے۔ برطانیہ میں شاہ خود آیا اور اسپیکر اپنی گرسی سے نہیں اٹھا۔ اور ان سے کہا کہ آپ میری اجازت کے بغیر آئے ہیں آپ واپس جائیں۔ چونکہ وہ اسپیکر تھا۔ جب اس روایت کو برطانیہ میں وہ اسپیکر نے توڑا اُس دن کے بعد برٹش کی زندگی سنو گئی۔ یہ ہاؤس کی جو عزت ہے جو اس کا احترام ہے ہماری اس غریبی کی عزت کی جائے ہمیں ملازم declare نہیں کریں پبلک سروس کی حیثیت سے اُس کی جو ذمہ داری ہے وہ پوری کریں۔ وہ عوام کے حکمران نہیں ہیں وہ عوام کے خادم ہیں۔ اس terminology کو اگر کوئی ذہن میں رکھ سکتا ہے تو معاملات ٹھیک ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ وہ اپنے آپ کو ruler show کر رہے ہیں۔ اور ہمیں عوام کے خادم سمجھ رہے ہیں۔ We are representatives of the people, they are servants of the people of the province. تو اب یہ دو فرقوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس فرق کو جب تک ہم نہیں سمجھیں گے ہماری باتیں نہیں سُن دھریں گی۔ تو اس میں آپ اپنی رونگ دے دیں اُن کو پابند کریں اور اُن کو کم از کم سزا پر جاتے ہو تو explanation call کریں جو سپیکر ٹریزیور یا جو ڈیپارٹمنٹس کے نمائندے یہاں نہیں ہیں اُن کی explanation call کریں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ شکر یہ۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much جی۔ تو اس کو میرے خیال میں conclude اس طرح کرتے ہیں کہ آپ سارے ممبران کی جو reservations ہیں وہ بالکل بجا ہیں۔ کہ یہاں مطلب اس معزز جو ایوان ہے اس کو ہم اہمیت نہیں دیں گے یا ہمارے جو آفیسرز صاحبان ہیں وہ regard نہیں کریں گے اور یہاں اپنی جو presence ہے اُس کو یقینی نہیں بنائیں گے تو پھر میرے خیال میں یہ اتنا زیادہ meaningful نہیں ہوگا جو ہم ایوان کو چلاتے ہیں۔ اس حوالے سے جو بھی آپ کے reservations ہیں خاص کر کے جو منسٹر ہوم اور دوسرے ممبران نے اپنے House reservations میں پیش کیے ہیں اس وقت یہ کر سکتی ہوں کہ فیصلہ میں

محفوظ کروں گی بعد میں مطلب اس پر فیصلہ سنایا جائے گا۔ لیکن یہ ہے کہ اُس میں جو بھی آپ کے concerns ہیں، بالکل وہ اس پر فیصلہ ہوگا۔ اور بہت serious قسم کا فیصلہ ہوگا۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! We are ready to sit here till late night. آپ کو بلائیں ہم بیٹھیں گے یہاں آپ آدھے گھنٹے کے لئے break لے لیں including چیف سیکرٹری صاحب سب کو بلائیں ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ نہیں تو پھر ہمیں بتادیں۔ We are wasting our time here. پھر یہ بات ہوئی۔ اور ایک appreciation ہے میڈم! سیکرٹری لاء کے لئے اور اُن کے جو colleagues بیٹھے ہیں ہر سیشن میں یہ موجود ہوتے ہیں۔ میں Honourable colleagues سے کہتا ہوں کہ ان کو کم از کم appreciation ضرور ملنی چاہئے۔

میڈم چیئر پرسن: ہم یہ کر سکتے ہیں کہ۔۔۔ (مداخلت)

سردار عبدالرحمن کھتیران: میڈم چیئر پرسن! You are a brave Lady. You are having, it should be a brave decision. It will be in the history of this House.

میڈم چیئر پرسن: ہم یہ کر سکتے ہیں کہ ہم ہاؤس کو چونکہ تھوڑا سا ٹائم چاہئے ہوگا ہم adjourn کرتے ہیں کوئی آدھے گھنٹے کے لئے جو بھی، ہمارے چیف سیکرٹری ہیں تاکہ وہ بھی آجائیں۔ یہ محفوظ والے فیصلے گڑبڑ ہو جاتے ہیں It should be a brave decision and it will be the history of this House. جی رحیم صاحب۔

قائد حزب اختلاف: میڈم! آپ سن لیں، میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں، آپ رولنگ دینگے۔ آج دینگے ٹریڈری پنجز کا بھی یہی منشا ہے۔ ہم مزید ایک گھنٹہ بیٹھ جائیں گے یہ لوگ آ کے حاضر ہو جائیں۔ اسکے علاوہ کوئی چارہ کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ اور آپ جس کرسی پر بیٹھی ہیں اس پر بعد میں فیصلہ سنایا جائے، یہ ٹھیک بھی نہیں ہے۔

میڈم چیئر پرسن: میرے خیال میں جو situation ہے اُس کو دیکھتے ہوئے۔ جی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم چیئر پرسن! آپ کی رولنگ میں It is not so far, they could be here, they should be here, they can be here in ten minutes. رولنگ دیدیں۔ اگر نہیں بھی ہو سکتا ہے next tim کوئی رولنگ دیدیں۔ We want a decision today. یہ رولنگ تو آپ دے چکے ہیں، اگر اس رولنگ پر عمل نہیں ہو تو کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ رولنگ میڈم اسپیکر! بہت

دفعہ دے چکی ہیں۔ we want to listen that کہ آپ اگلی دفعہ کیلئے رولنگ دیدیں آپ یہ کہہ دیں اگر نہیں حاضر ہوئے تو پھر ہم یہ کریں گے۔ میں سینٹ کی کارروائی دیکھتا تھا، وہاں سیکرٹریز کو باہر کھڑا کر کے دو، دو گھنٹے روکتے تھے۔ نہیں ہو سکتا میڈم آپ سے؟

میڈم چیئر پرسن: اچھا! میں ابھی رولنگ دینے جا رہی ہوں۔ آپ تھوڑا سا صبر کر لیں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم! آج میں confess کر رہا ہوں کہ میں بے بس ہوں۔ یہ chair بھی آج confess کر دے، ہمارا کوئی گلہ ہی نہیں ہے، بس خیر خیریت ہے۔

میڈم چیئر پرسن: بالکل میں بے بس نہیں ہوں، آپ بیٹھیں گے اور مجھے موقع دیں گے تو میں اپنا فیصلہ سناؤں گی ناں۔ اچھا جی! بہت serious مسئلہ آ گیا ہے۔ اسکو میرے خیال میں بہت serious لینے کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں جو رولنگ دینے جا رہی ہوں، وہ یہ کہ آدھے گھنٹے کیلئے اجلاس کو adjourned کرتے ہیں۔ اور اسمبلی تمام جو ہمارے سیکرٹری صاحبان ہیں وہ اپنی حاضری کو یقینی بنائیں، اگر وہ نہیں آتے ہیں تو اسکو، یہ ہاؤس ہے اُسکا breach وہ privilege کرنے کے مترادف سمجھا جائیگا۔ thank you جی.

(وقفہ 07 بجکر 15 منٹ پر ہوا)۔ (اجلاس دوبارہ شام 07 بجکر 50 منٹ پر شروع ہوا)

محترمہ یاسمین بی بی اہڑی (میڈم چیئر پرسن): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اجلاس کو دوبارہ سے start کر رہے ہیں۔ جو point اٹھایا گیا تھا، میں سمجھتی ہوں کہ بہت اہم ہے اس معزز ایوان کا تقدس اور یہاں ایوان کا وقار، عزت، احترام ہم سب کی prime ذمہ داری بنتی ہے۔ اور یہاں ظاہر ہے جب مسائل discuss ہوتے ہیں، تو جب تک کہ ہمارے officer صاحبان ہیں وہ موجود نہیں ہوں گے وہ جو issues ہیں جو ہمارے معزز ممبران یہاں پیش کر رہے ہوتے ہیں وہ اُنکو نہیں سنیں گے۔ تو پھر ہم جس public کو serve کرنے کیلئے، جن پوسٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو تنخواہیں ہم لیتے ہیں۔ یا جن کرسیوں پر بیٹھے ہیں جن positions پر بیٹھے ہیں، اگر اُس public کو ہم serve نہیں کریں گے۔ ہمیں importance وہ نہیں دینگے اس ایوان کو۔ تو پھر ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور اپنی جو ذمہ داریاں ہیں، اُنکے ساتھ ہم کس طرح کا مذاق کر رہے ہیں۔ یہ ہم سب کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ یہاں اس معزز ایوان میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے جو ہمارے عوامی نمائندے ہیں۔ جو ہمارے ٹریژری پنچر کے جو اراکین ہیں، ممبران ہیں، منسٹرز ہیں اُنکی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ during session اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کافی time سے جو ہمارے معزز ممبران ہیں، even کہ اراکین ہیں منسٹرز ہیں، اُنکی حاضری بھی وہ غیر یقینی کی صورت حال پیدا کر رہی ہے۔ وہ بھی present نہیں ہوتے

ہیں۔ چاہے اراکین ہیں، چاہے ہمارے جو آفیسرز ہیں، سیکرٹریز ہیں آفیشل گیلری میں جو ممبران اُن سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ پہلے اپنی presence کو ensure کریں۔ یہاں جو آفیشل گیلری ہے وہ اکثر و بیشتر خالی رہتی ہے یہ ایک اچھا شگون نہیں ہے یہ مثبت بات نہیں ہے۔ مطلب ہم کیا پیغام دینا چاہ رہے ہیں کہ کیا یہ معزز ایوان ہمارے لیے محترم، مقدس نہیں ہے یا اُسکی کوئی importance نہیں ہے۔ اس سے تو یہی message جاتا ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ ایک اچھا message نہیں ہے۔ منسٹر صاحبان کی responsibility بھی بنتی ہے کہ جس portfolio کے وہ responsible ہیں، کم از کم وہ اپنے جو آفیسرز اپنے subordinates ہیں، جو سیکرٹریز ہیں اُنکو پابند کریں کہ وہ اجلاس کے دوران اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ ٹھیک ہے بعض اوقات سیکرٹریز نہیں ہوتے ہیں تو اُنکے ایڈیشنل سیکرٹریز ہیں۔ اگر وہ بھی نہیں تو اُنکے جو باقی آفیسرز ہیں، ڈپٹی سیکرٹری وہ آجائیں۔ مطلب ڈیپارٹمنٹ اپنی نمائندگی کو ensure کریں یہ ہم سب کی بنیادی ذمہ داری بنتی ہے۔ I hope کہ ہم اسکا خیال رکھیں گیا اور future میں ہم ایسا موقع نہیں دینگے۔

thank you جی زیارتوال صاحب۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ میڈم اسپیکر! بنیادی طور پر یہ جو ایوان ہے اور public representative اُسکی جو حیثیت ہے۔ اُس میں سینیٹ کے چیئرمین رضار بانی صاحب نے جس طریقے سے اُسکو چلایا، اُسکی اہمیت اور افادیت کو جس طریقے سے اُنہوں نے اُجاگر کیا وہ یقیناً داد تحسین کے لائق تھے۔ اب وہ چلا گیا ہے دوسرا چیئرمین آیا ہے، جو بھی اسپیکر بن جاتا ہے۔ اسپیکر اور اس ہاؤس کی authority رکھنا، یہ اُنکی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اور ہم سارے public representative بیٹھ گئے، انتظار کیا، پھر بھی بمشکل سے پانچ، چھ سیکرٹری حاضر ہوئے ہیں باقی نہیں ہیں۔ تو میڈم چیئرمین! یہ اچھا شگون نہیں ہے ہم ڈرگز رکر جائینگے لیکن یہ جو ہاؤس ہے اُسکی جو حیثیت ہے، میں شاید بار بار کہہ چکا ہوں یہ جو ہماری غریبی ہے، اُسکی لاج اگر ہم خود نہیں رکھیں گے۔ کوئی بھی شخص کوئی اتھارٹی اُسکی لاج نہیں رکھ سکتا۔ اگر ہم اُسکی لاج رکھیں گے، تو اُسکی لاج رکھی جاسکتی ہے۔ تو اُسکے لیے ضروری یہ ہے جو بھی صورت حال ہے، جس بھی طریقے سے ہے، تو دنیا میں اُسکی جو حیثیت اور اہمیت جتوائی ہے جنہوں نے اُسکو اہمیت دی ہے وہ بام عروج پر پہنچ گئے ہیں۔ جنہوں نے اس ہاؤس کو یا اُسکے public representative کو بے توقیر سمجھا ہے نہ خود آگے گئے ہیں نہ ملک کو نہ صوبے کو آگے لے جانے میں کوئی کردار اُنکا ہوا ہے۔ تو ہم یہاں پھر، کسی کے ساتھ نہ کوئی عداوت ہے نہ ایسی کوئی مخالفت ہے لیکن ریکورڈسٹ یہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جو ہاؤس ہے اور اُسکی جو state کی حیثیت سے، سیکرٹری کی حیثیت سے، صوبے کے ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریوں کی حیثیت سے اُسکو سننا اور جن عوامی مسائل کی

نشاندہی یہاں ہوتی ہے اُسکو خود سے نوٹ کرنا اور اُس پر عملدرآمد کرانا یہ سیکرٹری کے ذمہ داری میں شامل ہے۔ منسٹر اسکے ڈیپارٹمنٹ کا boss ہے، اُسکو boss کی حیثیت سے جو بھی مشاورت ہیں جو بھی چیزیں ہیں اُن سے لینا اُنکی اجازت کے ساتھ چلنا اسکو اگر ہم اس طریقے سے چلائیں گے مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میں اپوزیشن میں بیٹھا ہوں جتنی بھی بگاڑ ہو جائے لیکن یہ بگاڑ ہمارے لوگوں اور ہماری نسلوں کے لیے ہے۔ ایسی بگاڑ ہوگی کہ پھر کوئی چیز سنور نہیں کی جاسکتی ہے۔ سوار نے کے لیے موقع ہے کہ ہم چیزوں کو ٹھیک کریں rules آپ لاتے جائیں اور اُنکی پابندی مجھے بھی کرنی چاہیے اُنکی پابندی سیکرٹریوں اور ریاست کے اداروں کی حیثیت سے تمام اداروں کو کرنی چاہیے سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ میری جو ذمہ داری ہے میں اپنی ذمہ داری کو چھوڑ کے، برائی یہ ہوئی ہے کسی اور کی ذمہ داری میں لگ جاتا ہوں اور ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ اُسکو چلانے کیلئے میں ہی قابلیت رکھتا ہوں۔ یہ بالکل ایسا نہیں ہے public representative جو عوام کی گلی کو چوں سے نکلتے ہیں۔ ایک ایک دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں ووٹ مانگتے ہیں اور یہاں public representative کی حیثیت سے آتے ہیں۔ انہیں اپنے علاقوں کے مسائل کا سب سے زیادہ پتہ ہے۔ اور یہاں بیٹھا ہوا ایک آدمی اُنکے مسائل کو اُس ضلع کو اُس حلقے کو اُس ویرانی کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو اسلئے اُسکی اہمیت ہے۔ اس importance کو دیکھتے ہوئے ساری دنیا نے اُسکی حیثیت کو مان لیا ہے اُسکی حیثیت مسلمہ ہے۔ انٹرنیشنل لاء میں ملک کے قوانین میں پاکستان کے آئین میں، اُسکی تمہید میں لکھا ہے کہ Government by the vote of people تمہید میں اُس نے یہ لکھا ہے کہ پورا جو آئین ہے اسکا احترام نہ کرنا اور اس ہاؤس میں اپنی حاضری کو ensure نہ کرنا یہ اچھی عادات میں سے نہیں ہے اور ہم آگے جانا نہیں سکتے۔ یہ public representative ہے۔ اُسکی زبان، اُسکی اُردو، پشتون، فارسی، جو بھی زبان وہ بول رہا ہے لیکن کم از کم آپکو علاقے کے حوالے سے ٹھیک ٹھیک نشاندہی کر سکتا ہے۔ باقی اُس prose and corns پر جانا آپکی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ technical assistant آپکے سیکرٹری نے دینی ہے۔ نشاندہی public representative نے کرانی ہے یہ ہو کر اتا ہے۔ تو اس حوالے سے جو بگاڑ ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ادارے آج ملک میں ایک دورے کے خلاف آراء ہو گئے ہیں۔ یہ state کے لیے، ایک دفعہ پھر کہتا ہوں اُس دن بیان بھی دیا تھا۔ لیکن completely انہوں نے نکال دیا تھا۔ اداروں کی حیثیت سے میرا جو اختیار ہے ایک انچ اپنے اختیار سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ لیکن کسی بھی ادارے کے اختیارات استعمال کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ چھیننے کی کوشش بالکل نہیں کروں گا اور نہیں کرنا چاہیے۔ جس ادارے کی جو ذمہ داری ہے وہ اپنے ادارے کو اپنی جگہ پر ٹھیک کریں ہماری بات ٹھیک ہو جائے گی۔ اگر آپ اپنے ادارے کو ٹھیک نہیں کر سکتے اور انتظامیہ

کے معاملات میں پڑتے ہیں اور ریاستی حکومتی اُن کے معاملات میں پڑ جاتے ہیں تو آپکو وہ نہیں کر سکتے ہیں۔ عدالت کی جو ذمہ داری ہے انتظامیہ کی جو ذمہ داری ہے اور مقننہ کی جو حیثیت ہے اُسکو تسلیم کر کے اپنی ذمہ داریوں پر جائینگے۔ بلا اُسکے تمام لوگ پاکستان کے شہری ہیں ہر شہری کی عزت اُسکے سرو جان و مال کا تحفظ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اس طریقے سے عدلیہ جس بھی آدمی کو جس بھی پاکستانی کو کوئی بھی grievances کسی سے بھی ہوں اُسکو سُننا اُسکی ذمہ داری میں شامل ہے اور اُس پر فیصلہ دینا اُسکی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اور کوئی بھی آدمی کرائم کرے، بلا تمیز rule of law کے سامنے سب برابر ہیں۔ بلا تمیز آپ اُس پر جائیں کہ آپ نے یہ کرائم کیوں کیا ہے اور کس بنیاد پر کیا ہے؟ تو ہماری چیزیں اور ہماری ادارے سب کچھ ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ تو اس بنیاد پر جو دوست آئے ہیں اُنکو ہم welcome کہتے ہیں پھر اُن سے یہ کہتے ہیں یہ جو ہاؤس آپ representative ہیں اس صوبے کی اسمبلی اپنی حاضری کو ہر حالت میں یقینی بنانا ہے۔ وہ اگر نہیں آئے کہیں کام پر چلا گیا ہے اپنے ایڈیشنل سیکرٹری کو پابند کرے۔ اُسکے نمائندے یہاں موجود ہیں یہ جو لوگ بیٹھے ہیں منسٹر کی حیثیت سے اُنکو assist کرنا، اُنکی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اسی پر میں آپکا اس ایوان کے تمام دستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کوشش ہونی چاہیے اور اُمید یہ رکھتا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت سے اگر گریز کریں گے تو میرے خیال میں ہماری باتیں سنور جائیں گی۔ thank you۔

میڈم چیئر پرسن: Thank you so much اس پر میں یہ بالکل کہوں گی کہ آج کے اجلاس میں اکثر آفیسران موجود نہیں تھے۔ خاص کر محکمہ داخلہ کے سیکرٹری یا اُنکے جو نامزد آفیسر گیلری میں موجود نہیں تھے جس کے باعث وزیر داخلہ اور دیگر معزز اراکین اسمبلی نے تحفظات کا اظہار کیا۔ میں ایک بار پھر یہ رولنگ دیتی ہوں کہ تمام محکموں کے سیکرٹریز اسمبلی کے اجلاس میں موجود رہنے کو یقینی بنائیں۔ اور سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی دوبارہ اسپیکر کی رولنگ کو circulate کریں۔ بات چلی تھی sorry ایک پوائنٹ آف آرڈر پر سردار کھیترا صاحب بات کر رہے تھے اُسکو wind-up کر لوں۔ جو case تھا جس پر میرے خیال میں آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ محکمے کا کوئی نمائندہ یہاں نہیں ہے میں کس کو یہ message آگے forward کروں۔ شاز یہ کیس جو نصیر آباد کا ایک بہت burning issue ہے جس پر پولیس افسر نے اُسکو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا اس پر رولنگ یہ ہے کہ جو کیس ہے جس میں سب انسپکٹرز سرور گولہ صاحب اسمبلی involve ہیں۔ اس کیس کو کرائم برانچ کے حوالے کیا جانا چاہیے تاکہ شفاف تحقیقات ممکن ہو سکے اور victim کو انصاف مل سکے۔

میڈم چیئر پرسن: جی رحمت بلوچ صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you میڈم! میں actually ایک ایسے point پر بات کرنا چاہتا ہوں میری یہی گزارش ہے کہ مجھے موقع دے دیں تاکہ میں اس کو صحیح معنوں میں explain کر سکوں۔ کیونکہ بلوچستان کا issue اور تمام مسائل کو اگر آپ سامنے رکھیں، میں یہی سمجھتا ہوں تمام قوموں میں دنیا میں جو یوتھ ہے۔ یوتھ کی ایک بہت بڑی اہمیت ہے گزشتہ سال ایک سیمینار تھا کراچی یونیورسٹی میں، سرفراز بگٹی صاحب بھی ساتھ تھے اور میڈم اسپیکر صاحبہ بھی ساتھ تھیں۔ اُس میں جو ایجنڈا مجھے دیا گیا کہ یوتھ اور politicians کے درمیان جو relation ہے وہ کس طرح قائم ہو سکتی ہے۔ اور انکی دوری کی وجہ کیا ہے؟ تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ میں یوتھ پر بات کرنا چاہتا ہوں اسپیشلی اسٹوڈنٹس پر، پورے ایک معزز ایوان کے سامنے، اُن کے ساتھ ایک زیادتی ہو رہی ہے، جو اُس پر research کیا گیا، میں دیکھتا ہوں کہ پاکستان میں جو کوالٹی لیڈر شپ کی کمی ہے وہ یہ ہے کہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشنز پر پابندی ہے۔ جو اسٹوڈنٹس آرگنائزیشنز پر پابندی لگائی گئی تھی جنرل ضیاء الحق کے دور میں اُس کے بعد سیاسی قیادت اور یوتھ کے درمیان ایک بہت بڑا gap آ گیا۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے مستقبل جو کہ ہم فخر کرتے ہیں دنیا کے سامنے کہ ہماری جو under thirty five years old ہیں، پاکستان میں سب سے زیادہ یوتھ کی ہے۔ اور دنیا کو ہم ایک اچھی کارکردگی دکھا سکیں گے in future۔ تو اُن میں سے بلوچستان ایک وہ ذرخیز مین ہے جس کے سپوت talented اور تاریخ میں باقاعدہ اس سرزمین کے ساتھ وفادار اور ہر وقت رہے ہیں۔ لیکن تاریخ میں ایک اور ظلم آیا کہ 2006ء میں بلوچستان کے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے، اُسکی بنیادی جہاں گورنمنٹ کو ایک state کو threat تھا، بنیادی طور پر اُس یوتھ نے ان چیزوں کو زیادہ اٹھایا۔ کیونکہ اُس میں ایک بہت بڑی کمی تھی آج بھی کمی ہے۔ youth empower نہیں تھا۔ اُسکے سر پر کوئی ہاتھ رکھنے والا نہیں تھا۔ تو آج میں سمجھتا ہوں کہ دس سالہ یا پندرہ سالہ دہشتگردی کے بعد جہاں ادھر توڑ پھوڑ ہوتی تھی ریاستی اداروں کو نقصان پہنچانے کیلئے میرے خیال میں BMC سے لیکر بلوچستان یونیورسٹی تک، زیادہ تر تعداد یوتھ کی تھی۔ لیکن درمیان میں ایک وقت آیا 2013ء کے بعد کہ اُس یوتھ کو مسلسل contacts کے بعد، پھر یوتھ کو مطمئن کیا گیا کہ جی! آپ اسی ملک کے باسی ہیں ریاست آپ کو ہر طرح کی تحفظ دے گی۔ آپ کا وجود آپ کی شناخت کو برقرار رکھنے کیلئے آپ کو گارنٹی دیتے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہی معاملات normalize ہوئے۔ اُسی یوتھ نے باقاعدہ طور پر تعلیمی اداروں میں اُنکی ایک کوشش رہی تھی کہ تعلیمی ادارے فعال کردار ادا کریں۔ اور جہاں کوالٹی ایجوکیشن ہے وہی ہم حاصل کریں۔ لیکن ستم ظریفی کی بات یہ ہے میڈم اسپیکر! بلوچستان یونیورسٹی میں جو موجودہ وی سی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ تمام اسٹوڈنٹس کو victimize کر رہے ہیں۔ ہوم منسٹر صاحب اور حکومتی

دوست ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اُنکو گوش گزار کر رہا ہوں اگر یہ زیادتی ہوگی تو پھر حالات خراب ہونگے پھر کسی کے کنٹرول میں نہیں آئینگے۔ جہاں تعصب اور احتجاج ہر کسی کا حق ہے یہی مسئلہ پہلے اسمبلی میں آیا تھا۔ لیکن یہاں اسپیکر نے اپنے چیئرمین میں بلا کروہی پارلیمانی ممبران بیٹھے، وہی مسئلہ جہاں اسمبلی نے فیصلہ دیا کہ اسٹوڈنٹس کی فیسوں کو کم کریں۔ فیس تو ابھی تک کم نہیں ہوئی اُس فیصلے پر ابھی تک عملدرآمد نہیں کیا گیا لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ تمام اسٹوڈنٹس کو دھمکیاں اُنکے خلاف FIR اور آپ دیکھیں بیک قلم جنبش لوگوں کو terminate کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میڈم اسپیکر! انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم بلوچستان بلوچستان کرتے ہیں لیکن بلوچستان کے جو اصل مالک ہیں اُنکے سر پر ہاتھ نہیں رکھتے یہ ہماری منافقت کی حد ہے۔ اور میں آپکو یہ کہتا چلوں کہ یہ آڈٹ رپورٹ بھی یونیورسٹی کی میرے ساتھ ہے۔ اس پر میں کوئی اس طرح کی بات نہیں کر رہا ہوں کہ مجھے کوئی پسند ہے یا ناپسند۔ میں پہلے سے کہہ رہا ہوں کہ ہماری Nationalism humanism پر ہے جس طرح پہلے میں نے فلور پر کہا ہم انسانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم تمام قوموں کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں۔ تو میں اسی لئے آج وہی اسٹوڈنٹس پھر اگر سر اپنا احتجاج ہونگے اُنکا رُخ پھر پہاڑوں کی جانب ہوگا۔ پھر وہی Indian Funded Organization، پھر وہی بہانہ کریں گے کہ آپکی یہاں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اُسکی ذہنی حوالے سے اُسکو brain-wash کریں گے۔ سب سے بڑا ہاتھ ہمارے اپنے اداروں کے سربراہان کا اگر ہوں، تو ہم کسی اور سے کیوں گلہ کریں۔ تو میڈم اسپیکر! میں VC کے تعصبانہ رویے کے خلاف بھرپور احتجاج کرتا ہوں اور احتجاجاً یہاں میں دھرنا دیتا ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نوجوان لاوارث نہیں ہیں۔ یہ ہمارے future ہیں۔ اور اُنکے ساتھ جو گھناؤنی سازش، ہے مختلف ہیلے بہانوں کے ذریعے اُنکو آؤٹ کیا جا رہا ہے یونیورسٹی سے۔ وہ victimize ہو رہے ہیں۔ میں آج احتجاجاً دھرنا دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ میں معزز رکن اسمبلی اپنی نشست سے آ کر نیچے زمین پر بیٹھ گئے)

میڈم چیئر پرسن: جی سرفراز بگٹی صاحب! رحمت صاحب کو منالیں، اُنہوں نے بہت اہم issue raise کیا ہے۔

(اس مرحلہ میں میر سرفراز احمد بگٹی، وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور آئے اور معزز رکن اسمبلی کے ہاتھ کو پکڑ کر اٹھایا)

Thank you so much۔ جی سرفراز صاحب! فلور آپ کے پاس ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: شکر یہ میڈم اسپیکر! اور Hon'ble colleague کا بہت شکر یہ کہ اُنہوں نے ہمارے کہنے پر اپنا احتجاج مؤخر کیا This is beauty of democracy کہ آپ اپنا احتجاج اُس طریقے

سے ریکارڈ کراتے ہیں جس سے لوگ اُس طرف متوجہ ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان یونیورسٹی ہم سب کے لئے بڑی important درس گاہ ہے۔ اور ہماری future generation جنہوں نے کل lead کرنا ہے وہ آج وہاں تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ کسی صورت میں اسکی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے کہ کوئی تعصبانہ چیز ہو، یا کوئی ایسے غیر قانونی عمل میں ملوث ہو جس سے کسی کی حق تلفی ہو۔ تو میری ایک تجویز ہے گورنمنٹ کی طرف سے کہ میڈم اسپیکر! اگر آپ ایک پارلیمانی کمیٹی بنا دیں اُس میں Hon'ble Member from the Opposition and from our side. جس میں منسٹر ایجوکیشن بھی ہو اور باقی لوگ بھی ہوں تاکہ وہ پارلیمانی کمیٹی ان معاملات کی تحقیقات کرے اور اس اسمبلی میں رپورٹ پیش کرے۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میڈم اسپیکر۔

میڈم چیئر پرسن: جی رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: میں یہی کہہ رہا ہوں کیونکہ ہمیں یوتھ کونسل سنبھالنا ہے۔ ابھی آپ اور میں فلور پر یہ بتائیں کہ افتخار یہاں ہیں، افتخار نے zoology شعبے میں جو test ہوا تھا یونیورسٹی میں وہ فرسٹ آیا ہے topper ہے۔ اُس کو viva اور انٹرویو میں بلایا نہیں گیا۔ اور صوبے سے باہر کے لوگوں کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ تو یہ زیادتیوں کب تک ہوں گی؟ ہم تو انہی زیادتیوں کی وجہ سے یہ ساری چیزیں بھگت رہے ہیں۔ جو بلوچستان کے حالات ہیں جو صورت حال ہے interior بلوچستان میں جائیں تو یہی زیادتیوں ہیں یہی نوجوان کل یہاں سے isolate ہو کے جائیں گے۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much رحمت صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میرا خیال ہے اگر یہ کمیٹی بن جائیگی تو یہ ساری چیزوں کو investigate کریگی اور اُس پر کوئی بہتر چیز نکلے گی۔

میڈم چیئر پرسن: میرے خیال میں زیارتوال صاحب! اسکو اسی طریقے سے ہم wind up کرتے ہیں۔ اچھا! اسٹیڈنگ کمیٹی ایجوکیشن کی already ہے۔ مطلب do you think کہ ہم الگ سی ایک کمیٹی بنائیں یا اسی کمیٹی کو جو special task ہمارے ممبران اُسکو اس special task کے ساتھ؟

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: It does not harm. کہ وہ کمیٹی ہو یا کوئی اور کمیٹی آپ بنانا چاہتے ہیں۔ جو لوگ actively اس میں role-play کرنا چاہتے ہیں۔ because یہ کمیٹی کے اُس سے تو irregularity تو نہیں ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو what I suggest کہ جو active ممبر ہیں،

دومبرز ادھر سے ہوں، دو ہمارے ایک رحمت صاحب ہوں اور ایک ایجوکیشن منسٹر ہو۔ چار، پانچ لوگ ممبرز ہوں، اس پرائیک investigation کر کے ہال میں ایک رپورٹ پیش کریں۔

میڈم چیئر پرسن: جی زیارتوال صاحب۔

قائد حزب اختلاف: میں ایک بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یونیورسٹی کا مسئلہ اس سے پہلے ہمارے پاس آیا تھا۔ اور اُس میں یہ اسٹوڈنٹس ہڑتال پر تھے۔ اور اُنکو ہم نے یہاں بلایا اسمبلی کے اندر اُنکی میٹنگ کروائی اور اُنکو clear-cut بنا دیا کہ یہ اس طریقے سے چلنا ہے۔ تو جو پیسے بڑھائے گئے تھے، وہ ہم نے یہاں اسمبلی میں propose کر کے کمیٹی نے، اُنکو پکڑوا دیا۔ اور وہ پیسے اُسی طریقے سے جو ہم نے اُنکو دے دیئے یا دوسری یونیورسٹی میں جہاں بھی ہیں۔ سب سے کم فیس مقرر کر کے اپنی یونیورسٹی کیلئے، وہ کام ہو گیا ہے فیسوں کا مسئلہ حل ہو گیا ہے میں آپکو بتاتا ہوں، ناں۔

میڈم چیئر پرسن: آپ kindly بیٹھ کر بات نہیں کریں۔ اگر آپ اراکین نے بات کرنی ہے تو آپ مائیک پر بات کریں۔ جی زیارتوال صاحب جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف: میں آپکو بتاتا ہوں میڈم! ایسا ہے، فیس ایسے ہیں کہ سمسٹر سسٹم آ گیا ہے۔ اب سمسٹر سسٹم اور annual سسٹم میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ جو ہم نے یہاں سے propose کیا ہے۔ کمیٹی آپ بنائیں ہم اُسکو دیکھ لیں گے اگر ہماری میں نے sign بھی کیا ہے اُس پر۔ ایک ایک چیز پر sign کر کے اُنکو دیا ہے اور وہ پاس ہوگی وہ ساتھ لے آئینگے۔ اُس سے زیادہ فیس اگر کسی بچے سے وہ لے رہے ہیں تو وہ کام اُس نے غلط کیا ہے۔ دوسری بات اُس ہڑتال کے سلسلے میں کچھ اسٹوڈنٹس پر FIR بھی اُنہوں نے کٹوائی ہے۔ مجھ سے سردار اسلم صاحب نے کہا میں نے اُنکو فون کیا ہے کہ ان FIR's کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کریم نامی ایک لڑکا میرے پاس سردار صاحب چھوڑ کر گئے تھے۔ یہ میں اُنکو بتا چکا ہوں یہ میرے خیال میں ہفتے کی بات ہے۔ تو اُس سے دوبارہ پوچھنا بھی پڑے گا کہ یہ FIR پھر اسٹوڈنٹس ہمارے بچے ہیں، ہڑتال بھی کرتے ہیں نعرے بھی لگاتے ہیں اور ہم بھی کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ کر رہے ہیں ہم نے زندگی ایسی نہیں گزاری ہے یہ سب کچھ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن بڑے کی حیثیت سے مہربان کی حیثیت سے آپ اُسکو کیا دلا سہ دے سکتے ہیں؟ ہم اُنکو نہ جیلوں میں نہ تھانوں میں نہ فلاں جگہ پہ گھما پھرا نہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہم اُنکو وہ وقار اور وہ حیثیت دینگے۔ البتہ یہ ہم اُن سے ریکوسٹ کر چکے ہیں کہ بابا! اب ہماری یونیورسٹیاں تھوڑی سی سنہجھل گئی ہیں۔ پڑھو پڑھنے کا وقت ہے باقی چیزوں کو چھوڑ کر تو اس پر اگر کمیٹی ہے ایجوکیشن کی، قائمہ کمیٹی یا اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں یا ایوان سے اسپیشل کمیٹی

بناتے ہیں۔ آپ اپنے چیئرمین میں جس دن اُنکو بلانا چاہتے ہیں بلائیں اور ان تمام چیزوں پر ہم سارے بیٹھ جائیں گے۔ اُس پر explanation مانگ لیں گے۔ اُنکو بتا دیں گے۔ اُس میں بنیادی طور پر ایک مسئلہ یہ ہے کہ یونیورسٹی autonomous body ہے۔ پھر یہ گورنر صاحب کے، اُسکے چانسلر گورنر صاحب ہیں۔ تو گورنر صاحب اور چانسلر کی حیثیت سے وائس چانسلر کی حیثیت سے ہم اُنکو بلا لیں گے۔ لیکن جہاں تک گورنمنٹ کا اُس میں دخل ہے صوبائی حکومت کا، اُسکی دخالت تک ہم جائیں گے۔ اور اُن سے یہ کہیں گے کہ ہماری recommendation یہ ہے اس recommendation کے ہوتے ہوئے نہ FIR چاہیے نہ تھا نہ چاہیے۔ اگر اُنہوں نے کیا ہے تو ہم گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں اُن FIR کو داخلہ کی حیثیت سے ہم withdraw کر رہے ہیں۔ آپ کس FIR کی بات کرتے ہیں گورنمنٹ تو ہم ہیں۔ جب گورنمنٹ ہے میں اپوزیشن میں ہوں، جو گورنمنٹ ہے FIR کی کاپی اُنکے سامنے رکھ دیں گے اُنکو withdraw کر دیں گے۔ FIR نہیں ہونی چاہئے ہمارے بچے تھانوں میں نہیں جائیں ہمارے بچے پڑھیں اور پڑھنے کیلئے ہم سب نے بچوں کو وہاں بھجوایا ہے، جو تعلیم کا سلسلہ ہے اُسکو منقطع نہیں ہونا چاہیے۔ اور جو ڈسپلن ہے ڈسپلن میں ہم لاپرواہ لوگ بن گئے ہیں جن معاشروں سے جس سوسائٹی سے ہم آئے ہیں اُس میں اتنی زیادہ نظم و ضبط نہیں ہے۔ اب نظم و ضبط یونیورسٹی میں لانے اور بنانے کیلئے وقت چاہیے۔ لیکن اب چونکہ سمسٹر سسٹم آ گیا ہے۔ تو سمسٹر سسٹم از خود سے نظم و ضبط کی آپکو پابند بنائیں گے۔ ڈسپلن آپ میں لازمی طور پر آ جائیگا۔ تو اُس پر چلنا اور سمسٹر سسٹم کو کامیاب بنانا اور پورے صوبے میں جب ہم کیس پر چلے گئے ہیں، تو اُس پر بھی سمسٹر سسٹم ہے۔ جن جن کالجوں کو ہم نے BS کا درجہ دیا ہے اُن میں بھی سمسٹر سسٹم ہے۔ تو سمسٹر سسٹم میں زیادہ بلنے جلنے اور دوسری تیسری بات کرنے کی زیادہ گنجائش نہیں ہوتی ہے اور strictly پڑھائی پر جانا پڑتا ہے۔ تو اُس کو کامیاب بنانے کیلئے اُس سے بھی کچھ اسٹوڈنٹس ایسے ہیں کہ یہ سسٹم وہ fail ہو جائیں اس میں ہم اُن کی favour نہیں کریں گے۔ سسٹم کو ہونا چاہیئے اور سمسٹر کو ہونا چاہیئے اور جتنے لائق قابل اسٹوڈنٹس ہم اپنی یونیورسٹیوں سے نکال سکتے ہیں اور لاہور میں اسلام آباد میں اور دیگر یونیورسٹیوں میں بھجوانے سے اگر ہم بچ سکتے ہیں اور ہمارے لوگوں کے پیسے بچ سکتے ہیں تو اس سے بہتر اور کچھ نہیں ہے۔

میڈم چیئرمین: جی رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: مجھے ویسے ہی ایک بات پر افسوس ہو رہا ہے۔ زیارت وال صاحب اپوزیشن لیڈر ہیں اور وہ گورنمنٹ کی نمائندگی نہیں کریں۔ وہ ہر دفعہ اسی VC کو favour کرتے ہیں۔ یہ آڈٹ رپورٹ ہے میں اپنی منہ سے ایسی بات نہیں کر رہا ہوں، ایسے کہ میں مفت میں بات کروں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! اس ایوان کو یہ powers ہیں کہ کوئی بھی عوامی مسئلہ ہو تو اُس پر یہ ایوان بحث بھی کر سکتا ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد تینوں صوبوں نے یونیورسٹیز کے جو چانسلرز ہیں وہ گورنمنٹ کے mechanism میں آچکے ہیں سوائے بلوچستان کے۔ اُس میں ابھی سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی صاحب اور باقی ہمارے سیکرٹری لاء ہیں، یہ لوگ کام کر رہے ہیں۔ formally within some-time ہم اُسکو address کر لیں گے۔ کہ 18th amendment کے بعد یہ powers گورنر صاحب کے پاس نہیں گورنمنٹ کے پاس ہیں۔ تو اس میں ایک fact-findings کمیٹی ہو، وہ کمیٹی حقیقت جان لے کہ اس معاملے میں جو آئین ممبر نے raise کیئے ہیں۔ آیا اس میں کوئی صداقت ہوئی تو وہ اُس کمیٹی کے سامنے پیش ہو جائے گی تو We can take up it to the Governor House. Because the Governor Sahib is a very thorough Gentleman. We can talk to him. This is the issue۔ وائس چانسلر سے بات کر سکتے ہیں۔ تو There is no issue کوئی ایسا issue نہیں ہے کہ ہم اسے یہاں discuss نہیں کر سکتے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much بالکل یہ عوامی نوعیت کا مسئلہ ہے۔ یہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو بھی عوامی لیول کے issues ہیں وہ یہاں discuss ہوں۔ چونکہ یہ ہے کہ As per rules ہماری جو اسٹینڈنگ کمیٹیز ہیں وہ بنی ہوئی ہیں۔ اسپیشل کمیٹی تب بنتی ہے کہ اگر کوئی تحریک پیش کرے تو اُس تحریک کے بعد ہم ایک اسپیشل کمیٹی، ہم اس طرح سے کرتے ہیں کہ as special member جو اسٹینڈنگ کمیٹی میں جو بھی ہماری reservations ہیں ہمارے ممبران کے like رحمت صاحب ہیں سرفراز بگٹی صاحب ہیں، ہم انہیں ڈال دیتے ہیں۔ just یہ ہے کہ for this particular task آپ اس پر جو ہے وہ۔۔۔ (مداخلت) نہیں، وہ پھر یہ ہے کہ کمیٹی وہ اگر ضرورت محسوس کرتی ہے بالکل اسٹوڈنٹس کو بلائیں اور اپنی تحقیقات کریں۔ اسٹینڈنگ کمیٹی کے اس معاملے کو مجلس قائمہ کمیٹی برائے تعلیم کے حوالے میں کرتی ہوں۔ اور رحمت علی بلوچ رکن اسمبلی کو اُس کمیٹی کا حصہ بناتی ہوں۔ مجلس اپنی رپورٹ ایک ہفتے کے اندر اسمبلی میں پیش کرنے کا پابند ہے۔

thank you so much.

آغا سید لیاقت علی: ان کا کورم بڑی مشکل سے پورا ہوتا ہے۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جس طرح رحمت بلوچ صاحب ہیں نصر اللہ زیرے ہیں جن کو اس پر عبور حاصل ہے ان کو بھی اس کمیٹی میں as a special ڈالا جائے۔ میڈم چیئر پرسن: ٹھیک ہے۔ کوئی وہ نہیں ہے۔ مطلب رحمت بلوچ صاحب اور نصر اللہ زیرے صاحب۔ اور

سرفراز گنٹی صاحب کو بھی میں بالکل recommend کرتی ہوں آپ نے time نکالنا ہے یہ بہت اہمیت کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے چار پانچ سالوں سے یہ issue چل رہا ہے اور ہم کوئی end پر نہیں پہنچ پارہے ہیں کوئی result سامنے نہیں آ رہا ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم! I humbly request you, I can't spare time. Because میری job کا title ایسا ہے کہ I am already very busy, I can't spare time. Please I humbly request you, there are so many other Members from PML(N) at the moment- کسی اور کو لے لیں۔

میڈم چیئر پرسن: جی. thank you so much تو گورنمنٹ کی طرف سے آپ، یا تو یہ ہے کہ ایجوکیشن منسٹر بالکل، لیکن ظاہر ہے اب جو اسپیشل ممبران ہیں ہم اسکا حصہ بنائیں گے وہ مزید اس معاملے کو دیکھیں گے ان معاملوں کو investigate کریں گے۔ سرفراز گنٹی صاحب، رحمت بلوچ صاحب اور نصر اللہ زیرے as special member ہوں گے اس کمیٹی کے۔ اور وہ ہوں گے for this particular task. ایک ہفتہ کے اندر کمیٹی اپنی رپورٹ کو پیش کرنے کا پابند ہے۔ thank you so much جی اس پر رولنگ آچکی ہے آپ دوسرے point کو لے لیں۔ اُس میں جتنی بھی یونیورسٹیز ہیں ان سب کے معاملات کو دیکھ لیں۔ یہ chapter اب رولنگ کے بعد ہم نے close کر دیا ہے ڈاکٹر حامد صاحب! اس پر مزید بات نہیں ہوگی۔ اگر کوئی اور point ہے تو وہ آپ لے لیں رولنگ کے بعد اس پر بات نہیں ہو سکتی ہے۔ جی ولیم برکت صاحب فلور آپ کے پاس ہے۔

جناب ولیم جان برکت: شکریہ میڈم! گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے ہاؤس میں باقاعدہ طور پر call attention notice میں ینگ ڈاکٹرز کے بارے میں کافی detail سے بات ہوئی ان کی تنخواہوں اور الاؤنسز کے بارے میں لیکن ایک شعبہ ہے جو یقیناً بڑی محنت سے اپنی خدمت انجام دے رہا ہے جتنے بھی ہمارے سرکاری ہسپتال ہیں وہاں، اور وہ ہے نرسنگ اسٹاف۔ نرسنگ اسٹاف کے بغیر ڈاکٹر کچھ نہیں ہے بلکہ جو بھی مریض آتا ہے اسکو سب سے پہلے نرسنگ کیئر دی جاتی ہے یہ عملہ ہی دیتا ہے۔ اب بد قسمتی یہ دیکھیں کہ کافی عرصے سے اسٹاف کے بھی مسائل ہیں اور ان کو ہیلتھ پرو فیشنل الاؤنس اور ہائی رسک الاؤنس وہ ان کو نہیں دیا جا رہا اور ایک وفد باقاعدہ وزیر اعلیٰ سے بھی مل چکا ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: آپ ایک وفد بھیجیں ڈاکٹر حامد کومنا کے لائیں۔

میڈم چیئر پرسن: جی، جی، آپ ڈاکٹر صاحب کو بالکل منہ کے لائیں۔

جناب ولیم جان برکت: وزیر اعلیٰ سے بھی ایک وفد مل چکا ہے اور ہمارے معزز وزیر صحت موجود نہیں ہیں، ہماری گزارش ہے کہ یہ تینوں صوبوں میں نرسنگ اسٹاف کو یہ الاؤنسز ملتے ہیں سوائے بلوچستان کے۔ اگر ہم کسی سے اچھی خدمت لینا چاہتے ہیں اگر ہم انکو appreciate کر رہے ہیں تو ان کے وہ جو حقوق ہیں وہ مراعات دینا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس لئے میں اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ ٹریڈری پیئج اور وزیر صحت اور قائد ایوان اس پر غور کریں اور ہمارے نرسنگ اسٹاف کو یہ الاؤنس جلد سے جلد اسکا نوٹیفیکیشن جاری کیا جائے۔

میڈم چیئر پرسن: شکریہ۔ جی پہلے سردار صاحب بات کریں گے پھر نصر اللہ زیرے صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میڈم چیئر پرسن! اب میں کس کے ساتھ بات کروں۔

میڈم چیئر پرسن: سرفراز بھائی آگئے آپ بات کر سکتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیران: میڈم چیئر پرسن! اس نے جو ولیم برکت لے آیا یہ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے واقعی یہ نہ قابل غور ہے اور اس وقت تو اسمبلی کے ممبر کی صورت میں ٹریڈری پیئج میں سب سے most senior عاصم کرد گیلو بیٹھے ہوئے ہیں انکے بعد پھر سرفراز صاحب، راحت بی بی ہیں۔ گزارش یہ ہے میڈم چیئر پرسن! کہ ہمیں احساس ہے۔ انکی یونین کو میں most-welcome کہتا ہوں کہ یہاں آپ کی گیلری میں تشریف رکھتی ہیں۔ جو بھی مسئلہ ہوتا ہے initially یہ پیرامیڈیکل جو اسٹاف ہوتا ہے جب تک کہ ڈاکٹر صاحب پہنچتے ہیں اس وقت یہ اسکو handle کرتے ہیں چاہے کتنا بھی خطرناک ترین ہو۔ میں یہاں آپکو مثال دوں گا میرے دوست ہیں ایک سپر لیس نیوز کے رضا۔ ان کو سی ایم سکرٹریٹ کے ساتھ ہی ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ تو ہم اسکو لے گئے میں اسکو نہیں جانتا ہوں ایک ٹیکنیشن تھا جو آئی سی یو میں تھا۔ جس طریقے سے اس نے handle کیا اور اے survive کر گیا۔ موت اور زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے میں تو حیران تھا اس وقت ڈاکٹر صاحبان جو اسپیلیٹ تھے جو میرا دوست ہے ڈاکٹر ساجد امین انکو بلایا گیا، وہ نہیں آئے اس وقت وہ ہسپتال پر تھے تو اس بندے نے، پتلا سا ہے۔ تو اس نے جس طریقے سے handle کیا اور اس کو survive کرایا میں اس کو شاباشی دوں گا اسی طریقے سے یہ جو خواتین بیٹھی ہوئی ہیں پنجاب سے دوسرے صوبوں سے آتی ہیں یہاں خدمت دے رہی ہیں majority کوئٹہ میں دے رہی ہے کانگو وائرس ہو یا کوئی بھی وائرس ہو کسی قسم کا انہوں نے اپنی زندگیاں قربان کی ہیں۔ اور یہ آن ریکارڈ ہے کہ ان کی deaths ہوئی ہیں ان چیزوں میں۔ اور even آپریشن تھیٹر میں مریض کا پیٹ کھولا گیا تو پہلے ہی انہوں نے suffer کیا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس ڈاکو مینٹس ہیں میں اسکو پراپرٹی آف دی ہاؤس بنانا چاہوں گا اور آپ کی خدمت پیش کرتا

ہوں۔ ان کا حق بنتا ہے یہ نہیں ہے کہ ہم ان پر احسان کر رہے ہیں ان کا حق ہے۔ جب یہ ہمیں زندگی دینے والی تو اوپر کی ذات ہے یہ ایک ذریعہ ہے جب یہ ہمیں نئی زندگی دیتے ہیں تو ایک چھوٹا سا اگر financial implication آجاتی ہے تو اسمیں ہمیں تھوڑی سی قربانی چاہیے۔ تو اسمیں میرے پاس ڈاکومنٹس میڈم چیئر پرسن! یہ انکے ہیں یہ دیکھیں یہ سمری move ہوئی ہے سیکرٹری ہیلتھ کی طرف سے سی ایم کیلئے۔ تو یہ اتنا کوئی زیادہ بھی نہیں ہے بارہ کروڑ بائیس لاکھ something اس کا سالانہ بوجھ پڑے گا اور ان کا سلسلہ ہوگا۔ یہ میرے پاس دوسرا ہے یہ بارہ کروڑ 27 لاکھ ساٹھ ہزار روپے سالانہ، ایک کروڑ دو لاکھ تیس ہزار روپے per month ہمارے بجٹ پر بوجھ پڑے گا۔ یہ میرے پاس ہے اس کا per month ایک کروڑ ہے۔ per annum بارہ کروڑ روپے۔ یہ میرے پاس ہے سیکرٹری ہیلتھ پنجاب کا نوٹیفکیشن ہے۔ اُس نے کر دیا۔ گورنمنٹ آف پنجاب کا ہے یہ گورنمنٹ آف کے پی کے اور یہ گورنمنٹ آف سندھ کے۔ یہ سارے میں پراپرٹی آف دی ہاؤس بنا رہا ہوں میں آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں آپ kindly، میں اس ایوان سے بھی گزارش کرونگا کہ حقیقت ہے کہ ان کا حق بنتا ہے اور ان کو حق دیا جائے۔ جہاں بہت سارے اخراجات حکومت کیلئے کوئی بارہ کروڑ ایک حکومت کیلئے peanut کی صورت میں، میں یہ بھجوا رہا ہوں آپ کی خدمت میں پراپرٹی آف دی ہاؤس تو اس پر غور کریں اور مہربانی۔

میڈم چیئر پرسن: thank you جی مہربانی جی، جی نصر اللہ زیرے صاحب، پہلے نصر اللہ زیرے صاحب بات کریں وہ کافی ٹائم سے۔ جی نصر اللہ زیرے بھائی اسی موضوع پر آپ بات کریں گے۔  
جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں میں کسی اور موضوع پر بولوں گا۔

میڈم چیئر پرسن: نہیں نہیں پہلے اس موضوع کو میں نے کہا شاید اس موضوع پر آپ بات کریں گے۔ جی جی رحمت بلوچ صاحب۔

میر رحمت صالح بلوچ: thank you میڈم اسپیکر! میں سردار صاحب کی باتوں سے سو فیصد agreed ہوں کیونکہ یہ ابھی جو موجودہ سی ایم ہے پہلے جو نواب صاحب سی ایم تھے اس وقت کی سمری ہے ڈی پارٹمنٹ نے اس کا fully favour کیا ہے۔ اور پنجاب حکومت نے اپنے تمام جو اس کے ایم سی ایچ سینٹرز ہیں ٹی بی کے جو سینٹرز ہیں، آرا پی سی اور بی ایچ یولیول پڑوہ نوٹیفکیشن موجود ہے۔ اس نے approval دی ہے تمام نرسز کو رسک الاؤنس۔ کیونکہ ابھی ہمارے بہت سے ایسے شعبوں سے تعلق ہے انکا لیکن انکو بد قسمتی سے ہسپتالز سی، بی اور ٹی بی کے بھی مریض بن چکے ہیں جیسا ہمارا isolation دارڈ ہے فاطمہ جناح چیسٹ اینڈ جنرل ہسپتال میں وہاں جو کانگو وائرس کے مریض آتے ہیں، کتنی خطرناک بیماری ہے۔ ان سے بھی یہ بڑے رسک میں ہوتے ہیں۔ تو اس میں جو

پیرا 9 کی approval دینی تھی سی ایم صاحب کو۔ انہوں نے اس وقت بجائے پیرا 9 کی approval کے 8 کی دی تھی۔ جو کہ 8 ایک آ بجکشن ہے سی ایس صاحب کی طرف سے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں as a Custodian کے آپ باقاعدہ رائے لیں پورے ہاؤس کی اور رولنگ دیں تاکہ سی ایم صاحب اسی پیرا کو approve کریں جو ان کو رسک الاؤنس ملے۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much سرفراز صاحب! میرے خیال میں یہ بہت اہم issue ہے ہماری جو نرسز ہیں انکی خدمات سب کے سامنے ہیں۔ اور یہ انکا right بنتا ہے اور میں نے سنا ہے کہ کچھ cases میں وہ جو موذی مرض ہیں انکی شکار بھی ہوئی ہیں۔ تو یہ چند کروڑ ہیں اگر آپ انکو allow کر دینگے تو میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا، جی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم اسپیکر! ایک point of order پراتنی لمبی باتیں ہوتی ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: جی، ڈاکٹر حامد صاحب! آپ بات کر لیں اسی موضوع پر۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: اسی موضوع پر۔ thank you very much میڈم چیئر پرسن! سردار صاحب جو documents جو ثبوت لے کے آئے ہیں تو بحیثیت ایک ڈاکٹر کے ڈاکٹر اور نرسز کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ تو I will still maintain the tradition. تو پھر ان لوگوں کو جو خطرات ہوتے ہیں ہسپتال اور دیگر بیماریوں سے اگر باقی صوبوں میں انکو یہ facilities مل رہی ہیں یا وہ دے رہے ہیں تو اس چیز کو کرتے ہو I fully support it

میڈم چیئر پرسن: جی۔ جی۔ thank you so much بہت بہت شکریہ۔ جی سرفراز بگٹی صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: First of all I want to make a request from this

the Honourable Chief Minister to give me all the Portfolios forum to

of these Ministeries other than C&W. ظاہر ہے ادھر میڈم راحت بی بی بیٹھی ہوئی ہیں انکے

علاوہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ though it is not my subject کیونکہ یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے متعلق

ہے۔ But on the material grounds I will support میں چیف منسٹر صاحب سے ضرور

بات کرونگا جو آ نر ایبل ممبر نے یہ raise کیا ہے کہ جہاں سمری پڑی ہوئی ہے اسکو ہم move کرنے کی کوشش

کرینگے۔ اور سیکرٹری ہیلتھ I would like to request him also is sitting here. کہ وہ

اسکو pursue کریں اور اسکو ایک سائیڈ پر کم سے کم یا یہ decision لے لیں یا وہ لے لیں۔ لیکن یہ ہے کہ

as a definitely support it. سرفراز گئی۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much جی۔ آپکا last point ہے نصر اللہ زیرے صاحب کیونکہ

by rules یہ ہے کہ مطلب تین گھنٹے سے زیادہ وہ سیشن نہیں چلایا جاتا، کافی ٹائم ہو گیا ہے جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکر یہ میڈم چیئر پرسن! اب پتہ چلا میں ابھی جس نقطے کی طرف آپکی توجہ مبذول

کرانا چاہتا ہوں ایسا ہے کہ میڈم اسپیکر! کہ فارسٹ ڈیپارٹمنٹ میں ایک سال پہلے۔۔۔ (مداخلت)

میڈم چیئر پرسن: جی نصر اللہ زیرے صاحب کے پاس فلور ہے، لیکن رولنگ یہ ہے کہ جو گورنمنٹ کی طرف

سے سرفراز گئی صاحب نے یقین دہانی کروالی ہے، مطلب ابھی تو یہ انکا کام ہے کہ وہ آئیں۔ میری رولنگ یہ ہے

ظاہر جو۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں مطلب ظاہر میں ایک حد تک جو وہ چیزوں کے اندر وہ interfer کر سکتی ہوں

ناں۔ آئیں یہ ہے کہ مطلب انہوں نے جو ہمارے آئراپبل منسٹر نے یقین دہانی کروادی ہے گورنمنٹ کی طرف

سے اور اس پر ہم سب متفق ہیں کہ جو ہماری نرسز ہیں انکی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ یہ انکا حق بنتا ہے اور یہ

اتنی بڑی amount نہیں ہے کہ اسکو ہم بجٹ کے اندر وہ incorporate نہ کر سکیں۔ تو یہ یقین دہانی کروادی

گئی ہے۔

میر رحمت صالح بلوچ: سرے سے ایک سمری move کریں سی ایم کوتا کہ اسکی منظوری ہو جائے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: I am sitting here and the Secretary Health is

also sitting here we will talk to the Chief Minister, what-ever if you

want. کہ اگر فریش سمری ہوئی، پرانی سمری مل گئی کہیں پرانے صندوقوں میں۔

میڈم چیئر پرسن: ہمارا مقصد مسئلے کو حل کی طرف لیکر جانا ہے تو۔۔۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: مسئلہ یہ ہے کہ ان کا مسئلہ حل کرنا ہے ہم humanitarian grounds پر

اسکو دیکھیں گے۔ اور ویسے کچھ دیر پہلے ہم سارے ممبرز یہ بھی کہہ رہے تھے کہ نان ڈو پلپمنٹ ہماری بڑھتی جا رہی ہے

اور ڈو پلپمنٹ کم ہوتی جا رہی ہے۔ تو with the passage of time پھر اسی طرح چیزیں آگے چلیں گی

لیکن انکا حق ہے ہم اپنی کوشش کریں گے کہ ان کو ملے۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much جی۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اس میں میری تھوڑی سی گزارش ہے کہ جیسے فرمایا ”کہ ہم دیکھیں گے“ دیکھیں گے وہ

ذریعہ کو، پشتو والی مثال ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے ایک point-raise کیا ہے۔ مطلب جو efficient لوگ

خدمات دے رہے ہیں وہ تو عذاب میں ہیں۔ سیکرٹری ہیلتھ شکر ہے کہ وہ کھیتز ان نہیں ہے، پھر کہیں گے کہ وہ کھیتز ان تھا اسلئے اسکی سفارش ہوئی۔ وہ پتہ نہیں قوم کا جو بھی ہے۔ دن رات کام کر رہا ہے اُس بیچارے پر نزلہ گرا ہے چیف جسٹس آف پاکستان نے اسکی تنخواہ بند کر دی ہے۔ اب اسمیں اتنا تو آپ کریں کہ اُس بیچارے کا کیا تصور ہے میرا کھیتز ان نہیں ہے کہ میں اسکو defend کر رہا ہوں اچھا اس طریقے سے ہمارے دو آفیسر بیٹھے ہیں باقی تو آج آپکے کہنے پر یا جو احتجاج ہوا ہے سیکرٹری صاحبان میرے بھائی ہیں ہم ایک دوسرے کے بازو ہیں، تشریف لے آئے ہیں۔ شوکت ہے اور امیر حمزہ ہے وہ مجھ سے زیادہ میں تو قیدی ہوں میں تو جان بوجھ کے آجاتا ہوں کہ گھر سے بھاگ کے آجاتا ہوں مجھ سے زیادہ حاضری انکی ہے آج تک کسی نے انکو appreciate نہیں کیا ہے۔ میں شامی دیتا ہوں سیکرٹری ہیلتھ کو کہ دن رات وہ محنت کر رہا ہے لیکن اسکا صلہ اُسکو یہ ملا کہ چیف صاحب نے اسکی تنخواہ بند کر دی۔ تو یہ چیز نہیں ہونی چاہیے جو خدمت کر رہے ہیں انکو اور یہ خواتین بیٹھی ہوئی ہیں آپ انکو تھوڑا سامت دیں رولنگ اور مزید رولنگ آپکی excess میں نہیں جانا چاہتے کہ آپ اپنی چیز سے excess کریں۔ اتنا انکو بتادیں جیسے سرفراز نے کہا کہ: I appreciate and I give me the charge of all portfolios. He must be given chances of all portfolios, because the support Ministers are not available. We are just talking with empty benches. گیلو جان ہیں، اسلام آباد سے اُتر ہے اُس نے جو ہے ناںXXXXXXXXXXXX، ادھر آ کے یہ کیا۔ راحت بی بی بیٹھی ہیں، یہ ریگولر ہیں جن کو appreciate کرنا ہے ان کو appreciate کر دیا جائے۔ جو خالی وہ portfolios لے کے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ اس وقت بھی ہمارے سیکرٹریوں پر تو اعتراض کرتے ہیں۔ منسٹر میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ 90% منسٹرز available ہیں کوئٹہ میں وہ یہاں تشریف نہیں لا رہے ہیں۔ تو یہ کون سا طریقہ ہے تنخواہیں لیتے ہیں باقی مراعات لے رہے ہیں گاڑیاں ہیں پیٹرول ہے ڈرائیور ہے۔ XXXXXXXX

----

میڈم چیئر پرسن: اس پر سردار صاحب کی جو بات ہے اس میں بہت وزن ہے آپ کی بات میں بالکل۔۔۔

سردار عبدالرحمن کھیتز ان: XXXXXXXX - XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

XXXXXXXXXX - XXXXXXXX - XXXXXXXX - XXXXXXXX

میڈم اسپیکر: thank you so much سردار صاحب بالکل آپ کی بات میں بہت وزن ہے

میرے خیال اس کو سردار صاحب kindly -

سردار عبدالرحمن کھیتران: توجن کو appreciate کرتے ہیں ان کو appreciate کریں، جو باقی ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much جی سردار صاحب! دیکھیں مطلب یہ ہے کہ یہ ہم سب کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے بالکل، جی۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: میڈم! انکو حذف کرائیں، یہ مناسب نہیں ہے، آئین میں ممبرز ہیں سارے اور ہم آپس میں colleagues ہیں۔ please یہ حذف کریں۔

میڈم چیئر پرسن: جی اس کو حذف کر لیا جائے۔ لیکن یہ ہے کہ مطلب انکی باتوں میں باقی جو ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے بھی بات کی۔ مطلب ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ یہاں یہ ہے کہ ہماری جو ٹریڈری پنچر ہیں وہ بالکل خالی ہیں۔ اب سب کا جواب جو سرفراز گئی صاحب دیتے ہیں۔ جو کہ انکا mandate ہی نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی انکو شائبہ ہے کہ وہ حوصلہ افزائی کر کے ممبران کو مایوس ہونے نہیں دیتے، حتی الوسع انکی کوشش ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ انکی بنیادی ذمہ داری نہیں ہے۔ جی زیرے صاحب! آپ تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ جائیں۔ زیارتوال صاحب! یا تو پھر آپ زیرے صاحب کو بولنے دیں آپ پہلے بات کریں پھر، جی جی۔ اذان ہو رہی ہے۔

(اذان عشاء۔ خاموشی)

میڈم چیئر پرسن: جی نصر اللہ زیرے صاحب کو میں فلور دوں، جی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم! میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ رولز اور آئین کے تحت جو انہوں نے ہمارے سیکرٹری ہیلتھ کو suspend کیا ہے اسکی تنخواہ بند کی ہے۔ ہاؤس کی حیثیت سے ہم ایک request اگر کر سکتے ہیں انکو request کی جاسکتی ہے۔ As a Custodian of the House ہماری اسمبلی کی طرف سے ایک request جائے کہ چیزوں کو ٹھیک کرنے میں ہم پہلے سے لگے ہوئے تھے۔ اسمیں ایک آدمی کی وہ نہیں ہے۔ البتہ جو کچھ ہوا ہے request یہ کرتے ہیں کہ اسکو دوبارہ بحال کریں یا اسکی تنخواہ بحال کی جائے۔

میڈم چیئر پرسن: جی گئی صاحب۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور: زیارتوال صاحب کی ہم کسی بھی judgment زپر بالکل انکی اس judgement کو ہم discuss کرنا ہمیں اجازت دیتا ہے، آئین اور انکی اس judgement کو ہم

discuss کر سکتے ہیں اور ان سے request کر سکتے ہیں۔ اور جب تک وہ اسکو مجال نہیں کرتا ہے میں اپنی تنخواہ ناصر صاحب کو دینے کا اعلان کرتا ہوں۔

میڈم چیئر پرسن: thank you جی۔ نصر اللہ زیرے صاحب فلور آپ کے پاس ہے kindly یہ آخری point of order ہوگا۔ ہم already بہت لمبا سیشن کر گئے ہیں۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اچھا ایسا ہے میڈم چیئر پرسن!

میڈم چیئر پرسن: جی جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: کہ فارسٹ ڈیپارٹمنٹ میں پوسٹیں آئی تھیں آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے اس وقت لوگوں نے جس اشتہار کے تحت اپنے کاغذات جمع کیے۔ پھر اس کے مطابق ان کے ٹیسٹ ہوئے جن جن کے ٹیسٹ ہونے تھے پھر ڈیپارٹمنٹ کے مطابق ان کے interviews ہوئے وہاں حاضریاں لگائی گئیں۔ جو لوگ غیر حاضر تھے وہ لوگ غیر حاضر شمار ہو گئے پھر ان کی لسٹیں بن گئیں۔ ایک کمیٹی تھی جناب سرفراز گبٹی صاحب۔۔۔

میڈم چیئر پرسن: جی میرے خیال میں ہمارے آئریبل ممبر جو point of order پر بات کر رہے ہیں سرفراز صاحب جواب آپ کو ہی دینا ہوگا آپ غور سے سنیں please۔ جی جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: پھر۔

میڈم چیئر پرسن: جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: پھر یہ ہوا کہ انکی لسٹیں بن گئیں جو ممبران کمیٹی میں تھے کمیٹی کے چیئر مین تھے DG

وہ ان کے ساتھ فنانس اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے تھے انہوں نے سب کچھ کر کے تیار کیا۔ آج سے چار پانچ ماہ پہلے لسٹیں بن گئیں تھیں لیکن حکومت گئی نئی حکومت آگئی منسٹر صاحب ان کے آگئے انہوں نے جا کر کہ یہ میرے پاس لسٹ ہے انہوں نے جا کر کہ ایسے امیدوار۔ آج 70 لوگوں کے آرڈر ہوئے ہیں، فارسٹ ڈیپارٹمنٹ میں کونٹے ڈویژن کے۔ حالانکہ ایک جانب سے الیکشن کمیشن کی پابندی ہے میں اس ہاؤس کی طرف سے الیکشن کمیشن کو بھی آپ کے جو، آپ نے وہ آرڈرز جاری کیے تھے اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ جو آرڈرز ہیں، یہ لسٹ میں منسٹر صاحب نے ایسے لوگوں کے نام ڈالے ہیں کہ انہوں نے نہ کاغذات جمع کیے ہیں نہ ان کی کوئی حاضری لگی ہے، نہ انہوں نے انٹرویو دیئے ہیں نہ ٹیسٹ، اپنے بندوں کو جا کر کہ زبردستی سیکرٹری اور ڈی جی پر۔ ظاہری بات ہے ڈی جی صاحب کے بندے ہوں گے کچھ اور لوگ بھی ہوں گے۔ آج انہوں نے یہ آرڈرز جاری کیے ہیں تو یقیناً یہ کیا میٹرٹ ہے جس بندے نے بالکل حاضری نہیں دی؟

میڈم چیئر پرسن: thank you so much آپ کا point آ گیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو ہم اس عمل کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں کہ یہ خلاف ورزی ہے ایکشن کمیشن کی۔ یہ rules and regulation کی خلاف ورزی ہے، یہ میرٹ کی خلاف ورزی ہے، یہ میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے مترادف ہے۔ لہذا اس کو روکا جائے اور ہم اس سلسلے میں آج اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔ اور اس میں آنے والے ایکشن۔ ظاہری بات ہے کہ یہ rigging ہے، پری پول rigging اور یہ rigging ہو رہی ہے، یہ کس طرح ہوگا۔ اگر پابندی ہے تو یہ غلط بات ہے۔ اس میں ایسے لوگوں کے نام ڈالے گئے ہیں جنہوں نے نہ کاغذات جمع کیے ہیں نہ کچھ اور کیا ہے ان کے نام کہاں سے آگئے آسمان سے یا زمین سے۔ لہذا ہم احتجاجاً اس ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: نہیں، نہیں پلیز آپ میرا جواب سن لیں۔

میڈم چیئر پرسن: آپ سے ریکورڈسٹ ہے منسٹر صاحب آگئے ہیں آپ۔۔۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ہم ایسے نہیں سنیں گے کہ وہ بغیر اس کے انہوں نے کیا ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: نصر اللہ خان! آپ میری بات سنیں۔

میڈم چیئر پرسن: منسٹر صاحب کو سن لیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں کیا سنوں منسٹر صاحب کو۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: نہیں نہیں آپ سن تو لیں۔

میڈم چیئر پرسن: آپ منسٹر صاحب کو سن لیں کہ اسکے logic کیا ہے اس کے بعد پھر۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: بات سن لیں ناں۔

میڈم چیئر پرسن: آپ نے سوال کیا ہے جواب سن کر جائیں ناں۔ آپ جواب سنیں اگر آپ جواب سے مطمئن

نہیں ہوئے تو پھر یہ آپ کا جمہوری حق ہے کہ آپ واک آؤٹ کر سکتے ہیں لیکن آپ منسٹر صاحب کو سنیں تو صحیح ناں

جی۔ جی منسٹر صاحب! فلور آپ کے پاس ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: جی پہلے تو ان

کو چاہیے تھا کہ مجھ سے پوچھتے، آج یہ گئے ہیں office میں۔ پھر بھی میں نے ان سے کچھ نہیں کہا نہ کوئی شکایت کی

۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم چیئر پرسن: sorry۔ پہلے آپ نے بات کی ہے پہلے ان کو complete کرنے دیں، نہیں نہیں

نصر اللہ صاحب! آپ پہلے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: بالکل

let me to complete it

میڈم چیئر پرسن: نہیں نہیں انہوں نے ایک۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں آج آفس گیا، میں نے وہاں سے صرف یہ جو آرڈر کی کاپی ہے، وہاں میں نے اس کی تصویر لی ہے، باقی میں نے کچھ نہیں کیا ہے نہ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے آپ کی ذاتی ملکیت ہے آپ کی ذاتی جاگیر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: بات کو مکمل کرنے دیں۔

میڈم چیئر پرسن: پہلے آپ بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: اگر میری

ذاتی جاگیر نہیں تو بحیثیت ایک colleague کے اگر یہ مجھے فون کرتے میں خود ان کو پہنچا دیتا یہ ساری چیزیں۔

2016ء میں یہ announce ہوئی تھی 2017ء میں ٹیسٹ انٹرویوز ہوئے تھے کوئی ایسا شخص اس میں نہیں ہے

جس نے ٹیسٹ انٹرویوز نہیں دیا ہو اور اس کا نام آیا ہو just minutes please

میڈم چیئر پرسن: پہلے آپ جواب مکمل ہونے دیں اس کے بعد جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: جی اس کے

باقاعدہ منٹس جاری ہوئے ہیں اور نہ ethnic بنیادوں پر نہ ہی religious بنیادوں پر اور نہ ہی کسی اور بنیاد پر۔ یہ

سارے ٹیسٹ انٹرویوز ہوئے ہیں ہم نے تو ہر ایک جتنے بھی ہمارے livestock لائیو اسٹاک کے بھی اور

پراسیکیوشن کے بھی اور فارسٹ کے بھی میرٹ پر۔ اور پراسیکیوشن کا میں آپ کو بتاتا چلوں کہ آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ نے

ٹیسٹ conduct کیے تھے لیکن انٹرویوز زد میں آگئے اس decision کے۔ ہم نے in the best

interest of the Balochistan کہ سالہا سال سے خود یہ روتے آ رہے ہیں کہ ہم نے ان

کو نوکریاں نہیں دیں نوکریاں ہونے کے باوجود انکو نہیں ملی ہیں۔ پھر فارسٹ میں ایک اور مسئلہ ہمارے پاس

آ جاتا ہے right holders کا point to be noted کا right holders یہ ہیں کہ ہنہ اوڑک

میں جتنی بھی پوسٹیں ہوں گی وہاں یا تو یاسین زئی یا شموزی قبائل کے لوگ لگیں گے لیکن شرط پھر بھی یہ ہے کہ اسی

domenic میں ہو اسی ایریے میں ہو اسی vicinity میں ہو کہیں اور سے کوئی اور شمولی یا یاسین زئی وہاں آ کر نہیں لگ سکتا same is the case with chiltan یہاں ہماری جو پوسٹیں ہیں یا تو اس میں شمالانی ہوں یا شاہوانی ہوں یا وہیں کے جو سید ہیں وہ ہوں یا پھر اس میں ریسانی ہوں۔ چار مختلف قبائل right holders کے ہوتے ہوئے کوئی بھی پوسٹنگ اگر کی جاتی ہے automatically وہ کا عدم قرار پاتی ہے۔ کوئٹہ شہر میں یہ سارے علاقے آتے ہیں total اس میں 80 پوسٹیں ہیں میں نے پہلے بھی کہا نہ تو ethnic بنیادوں پر نہ کسی بولی بولنے والے کی بنیاد پر۔ سراسر میرٹ پر یہ ہوئے ہیں ایک سے چار تک کی جو بھی ہیں اس کے بعد ٹیسٹ بھی ہوئے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم چیئر پرسن: ایک منٹ پہلے بات complete کرنے دیں۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: ٹیسٹ اور انٹرویوز بھی ہوئے ہیں اتنی صفائی سے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم چیئر پرسن: پہلے آپ سنیں تو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: ایک منٹ! جی one last sentence کہ میں اس مقدس ہاؤس میں یہ بات پھر دہراتا ہوں کہ each and everything is on record.

میڈم چیئر پرسن: نصر اللہ صاحب! پلیز پہلے بات complete کرنے دیں آپ cross talk نہ کریں پلیز۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہوں گا۔

میڈم چیئر پرسن: جی۔ جی آپ کی بات complete ہوگئی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم! اُس نے اپنے قبائل کے لوگوں کو کھپایا ہے اس طرح ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: میڈم! بقول ان کے کہ اپنے لوگوں کو کھپانا ہوتا تو پھر دوسرے جتنے بھی ٹیسٹ اور انٹرویوز ابھی تک نہیں ہوئے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: صرف آپ کے لوگوں کے آرڈر ہوئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: ان کے کوئی

آرڈر نہیں ہوئے ہیں چونکہ ٹیسٹ انٹرویوز ابھی تک نہیں ہوئے ہیں اس لئے انکے آرڈر نہیں ہوئے جنکے ٹیسٹ انٹرویوز ہوئے تھے ان کے آرڈر ہم نے issue کر دیئے۔

جناب نصر اللہ خان زیری: ایسا کوئی آرڈر نہیں ہوگا جب تک الیکشن کمیشن نے نہیں کہا ہے۔ یہ کس طرح اس نے کیا ہے کیا اُس نے رول کی خلاف ورزی نہیں کی ہے یکم اپریل سے کوئی وہ نہیں ہوگا۔ نہیں یہ غلط بات ہے یکم اپریل سے یہ آپ سن لیں اس ہاؤس سے۔ یکم اپریل سے کوئی نہیں ہوگا۔ (مداخلت۔ شور)

میڈم چیئر پرسن: اس طرح سے مسئلہ sort out نہیں ہوگا ناں اگر ہم ایک دوسرے کو نہیں سنیں گے آپ پہلے سنیں تو صحیح اگر مسئلے کو sort out کرنا ہے اور پہلے سنیں تو صحیح۔

جناب نصر اللہ خان زیری: یکم اپریل سے کیسے ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: جی یکم اپریل کے بعد جتنے بھی انٹرویوز ہمارے رہتے تھے آج تک وہ اسی طرح پڑھے ہوئے ہیں وہ نہیں ہوئے ہیں پراسیکیوشن کی میں نے بات کی کہ اس میں ٹیسٹ ہوئے ہیں انٹرویوز ابھی تک نہیں ہوئے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much میرے خیال میں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: اس میں ٹیسٹ اور انٹرویوز دونوں ہوئے ہیں اس لیے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) آج آپ گئے ہیں اسی وجہ سے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) یہ کوئی طریقہ نہیں ہے بات کرنے کا۔

میڈم چیئر پرسن: دیکھیں میرے خیال میں اسمبلی فلور پر وہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: یہ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

میڈم چیئر پرسن: اسمبلی فلور پر میرے خیال میں آج جو ممبران ہیں ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم serious attitude کا مظاہرہ کریں لہذا میں یہ بالکل بات کہوں گی کہ ہمارے ممبران seriously مظاہرہ نہیں کرتے ہیں جو بھی آپ نے بات رکھنی ہے اگر مسئلے کو sort out کرنا ہے تو یہ کوئی way نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کی بات نہ سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: let me to complete آپ ریکارڈ کی بات excuse me madam اگر ریکارڈ کی بات آگئی ہے۔ سینکڑوں کی

تعداد میں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں انہوں نے بھرتیاں کیں، صرف اور صرف ethnic بنیادوں پر۔ میں چیئرمین کے ساتھ کہتا ہوں کہ 80 کے قریب ہم نے آج بانٹے ہیں اُس میں 11 صرف ایسے لوگ ہیں جو کوئٹہ شہر میں بد قسمتی سے اُس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے صرف لاشیں اٹھائی ہیں۔ اگر وہ میرٹ پر آئے ہیں تو کونسا ایسا گناہ ہوا ہے؟ 80 پوسٹوں میں سے 11 وہ بھی کوئٹہ شہر کے۔ میں پھر کہتا ہوں نہ تو یہ ethnic بنیادوں پر ہوا ہے نہ ہی کسی religious بنیاد پر اور پھر جتنے انٹرویوز رہتے ہیں ابھی وہ ایک پوسٹ بھی ہم نے announce نہیں کی کیونکہ انٹرویوز نہیں ہوئے ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: thank you so much جی، بہت شکریہ۔ میرے خیال میں ہمیں سیریس پن کا مظاہرہ کرنا چاہیے رُردباری سے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروسیکیوشن، جنگلات و جنگلی حیات و لائیو اسٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ: بلکہ seriously میں کہہ رہا ہوں پچھلے 20 سالوں میں مجھے بتایا جائے اگر ایک ہزارہ بھی بھرتی ہوا ہو۔ انہوں نے application جمع کی ہے۔

میڈم چیئر پرسن: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 21 اپریل 2018ء بوقت شام 4:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 9 بجکر 3 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

